

۳-۸
برای
صاحبزاده نواب مختار الملک بهادر

۱۱۶۶

مجموعه



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بسم الله الرحمن الرحيم

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ



۱۹۶۲

۳۶۲۷

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

حکامی مکتبہ

کیا فرماتے ہیں علماء دین میں اس مسئلہ میں کہ شہر کانیور میں بروز چار شنبہ ۲۹ شعبان کو بسبب آبِ کر
رویت ہلال شہر رمضان نہیں ہوئی بعد چند روز کے حافظ عبد الغنی صاحب اور شیخ رمضان علی
جمہدار نے ایک عالم کے روبرو بیان کیا کہ چھاؤنی کانیور میں ہماری ٹیٹن کے ایک سپاہی معتبر
نے چشم خود بروز چار شنبہ ۲۹ شعبان کو چاند رمضان کا دیکھا اور لوگوں کو بلایا کہ دفعہ ہلال یہ
میں چھپ گیا چنانچہ ہم نے اور اکثر ملازمین ٹیٹن نے اس کی شہادت پر پنجشنبہ سے روزہ رکھا
تبعہ اسکے اوس دیکھنے والے چاند نے خود اس عالم کے روبرو گواہی اپنی رویت ہلال کی دی
اور کہا کہ میں نے ہائیتین بروز چار شنبہ ۲۹ چاند دیکھا اور روز پنجشنبہ سے میں نے اور بعض
لوگوں نے روزہ رکھا اور آقا ہر شخص معتبر و دیندار پابند صوم و صلوٰۃ ہو لندا شہادت مذکور سے
عالم مسطور نے کہا کہ قضا ایک زمی اور پھر جسے پنجشنبہ سے روز نہیں رکھا واجب ہر آور
بعد گزشتہ تین دن کے اگر رویت ہلال سوال بسبب بروز غیرہ کے نہ تو بھی غلط و عید کو بھی
پس صورت مذکورہ میں قضا سے روزہ اور غلط طاعتی نہیں ہے یعنی انھی چیز کو

مفتاح السلاسل

مورث من اولیہین بہادر شہادت مذکورہ قضایا ایک وز کی واجب ہو اور بعد گزرتے تیس
دن کے اگر لالہ سوال سبب بار وغیرہ کے نظر نہ آئے تو نظر حلال ہو سوا سبب کے رویت بالیہ
در صورت علامہ السامی مجتہد اور عدلی استوراکال اور سراج المشہادۃ الواحد علی شہادۃ مالک
نابت ہو جانی ہو اور حکم رمضان دیا جانا ہو اور بعد گزرتے تیس دن کے اس صورت میں اگر رویت
لالہ سوال سبب بار وغیرہ نہ ہو تو بھی باتفاق اکثر ثلاث یعنی امام اعظم و صاحبین علیہم السلام نظر حلال
اور جو طبع صاف ہو اور لالہ سوال نظر نہ آئے تو امام محمد کے نزدیک اب بھی نظر حلال ہے و ثانی
کے نزدیک اس وقت نظر حلال نہیں کتب معتبرہ مستندہ و مفصلہ ذیل سے یہ حکم مستفاد ہوتا ہے
فی المشکوۃ علی بن عباس قال جاء اعرابی لابی حنیفۃ علیہ السلام فقال انی رأیت لالا
یعنی لالہ و مضاف قال الشہدان لا اله الا الله قال نعم قال تشهد ان محمد رسول الله
قال نعم قال یا لالہ ان فلانا ابن یحییٰ و اعداؤہ ابو داؤد و الترمذی و النسائی
و ابن ماجہ و الدارمی فی العالم کبیر یہ انکان بالسماۃ حله فتشہادۃ الواحد علی
لالہ رمضان مقبولة اذا کان عادلاً مسلماً عاقلاً بالغاً عاقل کانی عبد اذکرا
کان افاقی و کنا شہادۃ الواحد علی شہادۃ الواحد و شہادۃ محمد و فی القذف
بعدا لثوبۃ فظاہر الروایۃ حکماً و فتاویٰ تالیف ابی اسطویہ مالک و الظاہر انہ لا تقبل
شہادۃ وروی عنہ عن ابن حنیفۃ عن ابن قسطل شہادۃ و هو یصح کذا فی المحیط اتنی و فی
الدر المنثور و فی باب دعوی و بلا لفظ شہد و بلا حکم و مجلس قضاء لاند خبر لا شہادۃ
للمومنین علیہم ذنوب و جہادہ علی و مستنویہ لالہ علی ما یصح بالمرئی علی خلاف
ظاهر الروایۃ کما یستفاد فیما اتنی ابن حنیفۃ و لو صاموا بقول حدیث ہمیشہ بخور و



3

2

10

2

琴

३५.

55

پیشینہ

٥٦



10

CITIZEN



10

من لم يدر ان هذا هو المذهب الذي عليه الجمهور في هذه المسألة فليعلم ان هذا هو المذهب الذي عليه الجمهور في هذه المسألة

هلال الفطر لا يحل على المذهب خلاف المحمد كذا ذكره المصنف لكن نقل عن الكا
عن الذخيرة انه ان غم هلال الفطر حل لتفاو في الزيلعي اه شبهه ان غم حل ولا
لا انتهى وفي الخطا ومي قوله ولكن انما استدراك على حكاية الخلاف
قوله ان غم هلال الفطر حل لتفاو هو الذي امرت به في نور لا يصح وحرره
في امداد الفتاوى ونقل عن المحلواتي ان خلاف محمد فيما اذا المرير واهلال
شوال والسماء مصحبة فعند هلالا يفترون وعند محمد يفترون على قوله
وفي الزيلعي انه لا يخرج ما في الزيلعي عن كلام الذخيرة على وفيه ان الزيلعي
لم يتعرض لذكره اتفاق ولا عدمه انتهى وفي رد المحتار قوله لكن انما
استدراك على ما ذكره المصنف من ان خلاف محمد فيما اذا غم هلال الفطر لا يحل
به في الذخيرة وكذا في المعراج عن المجتبى ان حل الفطر هنا محل وفاق وانما الخلاف
فيما اذا المرير لم ير الهلال فعند هلالا يحل الفطر عند محمد يحل كما قال
شمس لا يمه المحلواتي وحرره الشرنبلالي في امداد قال في غاية البيان
وجه قول محمد وهو لا هم ان الفطر ما ثبت بقول واحد ابتداء بل ببناء
وتبعا فكم من شيء ثبت ضمنا ولا يثبت قصدا او سئل عنه محمد فقال ثبت
الفطر بحكم القاضي لا بقول واحد يعني لما حكم في هلال رمضان بقول
الواحد ثبت لفطر بناء على ذلك بعد تمام التثنية انتهى وفي النهاية
شرح الهداية يعني قال المحلواتي هذا اذا كانت السماء مصحبة وان كانت مصحبة

من لم يدر ان هذا هو المذهب الذي عليه الجمهور في هذه المسألة فليعلم ان هذا هو المذهب الذي عليه الجمهور في هذه المسألة

من لم يدر ان هذا هو المذهب الذي عليه الجمهور في هذه المسألة فليعلم ان هذا هو المذهب الذي عليه الجمهور في هذه المسألة

٥

1945

محمد بن زید

عن الامام
ع

مقدمہ

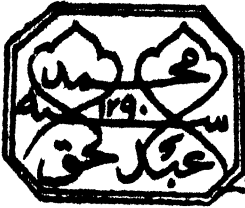
مطلوبہ

محمدي
مفتي
الامام

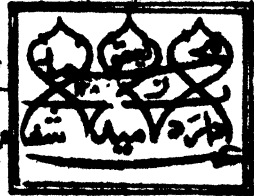
۱۲۸۵

ابن عبد البر بن محمد بن یونس بن عثمان الطائی فادّٰم العدد بشهادة فخر و لم ير هلال شوال
والسماح محجمة لا يحل الفطر واهل الحس من الامام وهو قول ابی یوسف ومثل عنده محمد
فقال ثبت الفطر بحکم القاضي لا بحکم الواحد وفي غایة البیان قول محمد بن
اختلف للترجیح فیما اذا لم یثبت بشهادة عدلین وتم العدد و لم ير هلال شوال مع العلم
ولا خلاف فی حل الفطر اذا کان بالسماح علة ولو ثبت رمضان بشهادة الفرائض اتی فی
سبعین الحقائق ثم اذا صلوا بشهادة الواحد واكملوا ثلثین یوما و لم ير واهلال
شوال لا یفطرون فیما روى الحسن عن یحییة للاحتياط ولان الفطر لا یثبت بشهادة احوال
وعن محمد یفطرون ویثبت الفطر بناء علی ثبوت المصانة بالواحد وان كانت لا یثبت
به الفطر ابتداء کما استحقاق الاثر بناء علی النسب لثابة بشهادة القابلة وان کان لا یثبت
لا یثبت بشهادتها ابتداء ولا مشبه ان یقال ان كانت السماح محجمة لا یفطرون نظری
غلطه وان كانت متیجئة یفطرون لعدم ظهور الغلط اتی بحسب تحقیق ان تمام فقہائے
مستندین سے کا شمس فی نصف النهار روشن ہوا کہ صورت مذکورہ میں بحال غریب الاتفاق
فطر حلال ہو بحال صحواً اختلاف ہو پس بعض کتب فقہ مثل شرح وقایہ اور بدایہ اور خزائن المقتنین
وغیرہ میں جو ولہ برہان لال لا یحل الفطر عندہما مطلق منکر ہو اور اس مقید بحال کون السما
معینہ ہوگا اس واسطے کہ محل غلط امام محمد حال صحابین و نہ حال غریب میں کما صرح شمس الامت
وصاحب فرائی الفلاح و کثر البیان والعلامة الطحاوی وغیرہ اور ذکر تھا انہم سابقاً اور اسلئے
کہ تمام لغز و معارض کلام صحابہ تحقیق میں لازم نہ آئے کہ محاکم جمع وفاق میں کلام الفقہاء اولی
اختلاف شقاق سے اور تاکہ ترک عمل باعدی الرواۃ میں لازم نہ ہو علامہ علی حلی علی شریعتی
میں روایتیں الجمع متعین عندہما کما اذا اختلف العمل بینہما وینالہما العمل بالکلیۃ تنفیذاً

الحجۃ العظمیٰ والحبیب خیر مرہ محمد عبد الحق الدرس



من لیا ب فقد اصابہ اللہ اعلم



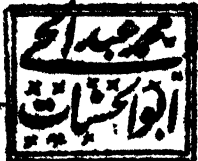
پشاور



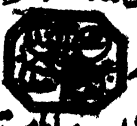
ما قالہ الحبیب حق و صواب

ما حررہ الفاضل احد الابراہیم مولانا محمد عبد الغفار هو اعظم المتأخر لنبہ بقدر العلم والعماد
المتبحر الی رحمة النان المدعو وحید الزمان عنائتہ الرحمن مغم حیدر آباد


الحجۃ العظمیٰ والحبیب خیر مرہ ایک گواہی ہلال رمضان میں بحالت اہم اتفاقاً
مقبول ہو اس حالت میں اگر ۳ کو بسبب اہر کے ہلال عید نظر نہ آئے تو افطار بالاتفاق حلال ہے
اور در صورت صاف ہونے مطلع کے بھی امام محمد کے نزدیک افطار درست ہے وہو الاصح خلا
لشئین مرانی الظاہ میں ہو ولا خلاف فی حل العطر ذم العن وکان بالسماع طہ ولو ثبت
رمضان بشہادۃ المفرد العدل کالعدلین اتفاقاً علی تحقیق انتہی اور عصام کے کوئی
شرح وقایم میں ہر فی الحیط من شمل لائمة انه لا خلاف لحد فیما اذا کانت السماء فی سوال




متفقہ انتہی واللہ اعلم مرہ الرای عفورہ القوی ابو الحسن
محمد عبد الحق تجاوزا صدر من ذنبہا بکلی وانشی ما کن لکتمو محله وکلی محل

فی الواقع شیخ کتب فقہ سے معلوم ہوتا ہے کہ رمضان المبارک وغیرہ میں ایک صل یا ستوار کا
 کی خبر سے ثابت ہو جاتا ہے اور اگر بعد روزہ رکعتیں دن کے ہر صل سے حالت طہ میں
 ہر صل ہونے سے پانچ عید کا معلوم ہو تو فقہاء کے نزدیک مختار یہ ہے کہ فطر حلال ہونی
 نور الا یضاح ولا خلاص فی حل الفطر اذا کان فی السامعۃ ولو ثبت رمضان شہادۃ
 المفرد انتہی و فی المحموی قال الشارح ولا متبہ ان یقال انکانت السامعۃ صحیۃ لا
 یفطرون وانکانت متعیمۃ یفطرون انتہی اگر کوئی یہ شبہ کرے کہ اکثر متون میں یہ
 لکھا ہے کہ ایسی صورت میں فطر حلال نہیں ہے اور فقہاء کے نزدیک متون کے قول کے ہونی
 شرع و فتاویٰ کے قول پر فتویٰ درست نہیں ہے جواب اسکا یہ ہے کہ یہ اس وقت ہی جب کہ
 اس کے خلاف کی نصیح نہ ہو یا دونوں کی نصیح ہوئی ہو کمافی رد المحتار صحیح وان
 ما فی المتون مقدم علی ما فی الفتاویٰ لکن هذا عند التصریح بتعیم کل من القولین اوجہ
 التصریح اصلاً اما لو ذکر مسئلۃ فی المتون ولو بصحیح او تعیمہا بل صحیحاً تصریح مقابلاً
 فقد اذاد العلامة قاسم ترجمہ الثانی لا ذہ تعیمہ صریح و ما فی المتون تعیمہ التزانی و ما
 الصریح مقدم علی التعیم لا التزام التزانی المتون ذکر ما هو الصریح فی المذہب واللہ
 اعلم و علما اکل و آخر حررہ العبد المقتصر بلطف اللہ علی محمد عبد القادر 

تجاوزا زائد عن زبده الجلی و انھی ساکن کوئل و واقعی حالت ہر میں ایک شہادہ کی استوار
 کی غماز سے رمضان کا ثابت ہو جاتا ہے اور بعد
 تیس کے اس سبب حالت میں غلبہ ہر مردہ کی

الجواب صحیح محمد عبد الغنی عفی عنہ 

الحق فی التایید الحسن عفی عنہ میں فیض عام کا پورہ الی واللہ الغنی محمد علی الکافوری 

علیہما جواب محمد عبد الغنی عفی عنہ عفا اللہ عنہ

وهو قول ابی یوسف وثی غایۃ البیان ولا خلاف فی حل الفطراذ اکان بالسما
 علة ولو ثبت رمضان بشهادة الفرد او بصورت معلومیة من ایو اسطی من فطر کو تحقق تجد
 زلیعی اور شریح بیانہ اور صاحبین السائق نے الاشبه کہای اور فقہا (الاشبه) قول راجح در
 اور اشبه بالنصوص وایہ اور نفی ہو کتے ہیں فی التعموی معنی قولہم الاشبه انما اشبه
 بالنصوص مرفایة والمرجح رایة فیكون الفتوی علیہ کذا فی قضاء البزازیہ
 اتیک بتبع کتب فقہ اسقہ کتب معتدہ مذکورہ سے صراحتہ ظاہر ہوا ہر صورت مذکورہ میں
 باتفاق ائمہ ثلاث فطر ملال ہو پس باوجود اس توضیح توضیح فقہا محققین کے یہ کہنا کہ کسی
 امام کے نزدیک فطر ملال نہیں اور حکم افطار دنیا مقام تعجب ہو منشا اسکا عدم ملاحظہ و تدبر ہی
 کلام محققین میں باقی رہا ہے کہ تخمین کے نزدیک فطر بقول واحد ثابت نہیں ہونا اور یہاں بشہادۃ
 واحد افطار کرنا لازم آتا ہر دفعہ اسکا یہ ہر کہ یہاں حکم فطر بخلاف منشا بنائے قبول شہادت اور
 ثبوت رضایت اور صیانت قضا سے قاضی پر دیا جانا ہونہ بقول واحد ابتداء قال فی
 غایۃ البیان وجہ قولہم ہذا فی الفطر ما ثبت بقول واحد ابتداء بل بناء
 وبتعاظر من شی ثبت خمنوا ولا یثبت قصدا ومثل عنہ محمد فقال ثبت الفطر
 بحکم القاضی لا بقول الواحد یعنی لما حکم فی حلال رمضان بقول الواحد ثبت فطر
 بناء علی ذلک بعد تمام التلخیص کذا فی روح المعانی اور اکثر فقہانے اسج اب محمد کو ذکر
 کیا ہر اور کسی اور پھر کچھ مرجع نہیں کیا بلکہ تلمید اس کے نظار سے کی ہر کہ الہی علی الماہرین اور
 دمایہ بھی سیکوت معلوم ہوتی ہر کہ جب ثبوت رمضان بخبر واحد بالاتفاق ہو اور زمینا تیس دن
 زیادہ شرعا عرفا نہیں ہوتا اور بعد گذشتہ شہر رمضان کے حل فطر بالاتفاق ہو پس صورت
 مذکور میں حکم فطر دنیا اور بلا وجہ جبرہ و شہادت مقبول اور قضا تاخیر کرنا جبرہ سنی داور باقی

واما قولہم الاشبه انما اشبه بالنصوص مرفایة والمرجح رایة فیكون الفتوی علیہ کذا فی قضاء البزازیہ
 اتیک بتبع کتب فقہ اسقہ کتب معتدہ مذکورہ سے صراحتہ ظاہر ہوا ہر صورت مذکورہ میں
 باتفاق ائمہ ثلاث فطر ملال ہو پس باوجود اس توضیح توضیح فقہا محققین کے یہ کہنا کہ کسی
 امام کے نزدیک فطر ملال نہیں اور حکم افطار دنیا مقام تعجب ہو منشا اسکا عدم ملاحظہ و تدبر ہی
 کلام محققین میں باقی رہا ہے کہ تخمین کے نزدیک فطر بقول واحد ثابت نہیں ہونا اور یہاں بشہادۃ
 واحد افطار کرنا لازم آتا ہر دفعہ اسکا یہ ہر کہ یہاں حکم فطر بخلاف منشا بنائے قبول شہادت اور
 ثبوت رضایت اور صیانت قضا سے قاضی پر دیا جانا ہونہ بقول واحد ابتداء قال فی
 غایۃ البیان وجہ قولہم ہذا فی الفطر ما ثبت بقول واحد ابتداء بل بناء
 وبتعاظر من شی ثبت خمنوا ولا یثبت قصدا ومثل عنہ محمد فقال ثبت الفطر
 بحکم القاضی لا بقول الواحد یعنی لما حکم فی حلال رمضان بقول الواحد ثبت فطر
 بناء علی ذلک بعد تمام التلخیص کذا فی روح المعانی اور اکثر فقہانے اسج اب محمد کو ذکر
 کیا ہر اور کسی اور پھر کچھ مرجع نہیں کیا بلکہ تلمید اس کے نظار سے کی ہر کہ الہی علی الماہرین اور
 دمایہ بھی سیکوت معلوم ہوتی ہر کہ جب ثبوت رمضان بخبر واحد بالاتفاق ہو اور زمینا تیس دن
 زیادہ شرعا عرفا نہیں ہوتا اور بعد گذشتہ شہر رمضان کے حل فطر بالاتفاق ہو پس صورت
 مذکور میں حکم فطر دنیا اور بلا وجہ جبرہ و شہادت مقبول اور قضا تاخیر کرنا جبرہ سنی داور باقی

ہا یہ شبہ کہ اس صورت میں حل فطر جمعیت صوم و رمضان ہوگا دفع ہوگا یہ ہو کہ من شیء یثبت
 ვნა ولا یثبت قصد او نظائرہ مرقومہ فی الفقہ کما نقلتہ سابقاً فی جواب الاستفتا
قال فخر العلماء الکرام چنانچہ شرح وقایہ میں بعد قول ماتن وبعد صوم ثلاثین یوما بقول
 عدلین حل الفطر وبقول عدل لا کما ہوا اذا شہد واحد عدل بہلال رمضان
 وفي السماء حالة فصا صول ثلاثین یوما لا یحل الفطر لان الفطر لا یثبت بقول واحد
اقول وقایہ او شرح وقایہ میں تصریح اسکی نہیں کہ حال غیم میں حل فطر نہیں پر تصریح اور توضیح
 فقہائے مجددین کا (حال غیم میں حل فطر بالاتفاق ہی) سارے نہیں ہو سکتا بلکہ محتمل ہو کہ یہ کلام
 حال صوم پر محمول ہو اور تقدیر عبارت یہ ہو کہ لا یحل الفطر انکانت السماء مصحیۃ لان الفطر
 لا یثبت بقول واحد الذی ظہر غلطہ جیسا کہ ملائکہ قاضیخان وغیرہ نے اسی مسئلہ کے
 بیان میں لکھا ہے ولاحولہ و لا اله الا الله مصحیۃ بلکہ یہ احتمال قوی ہو واسطے رفع اختلاف بین کلام
 الفقہاء اور رفع احادیث العلما وروایتیں صحاح و کتب معتبرہ میں کلام صدائے شریعت سے جمعیت
 اہل نہیں ہو سکتا کہ حال غیم میں غیر شریعت نزدیک حل فطر نہیں لاندہ اذ اجاء الاحتمال البطل
 الاستدلال فاخرم **قال** فخر العلماء الکرام اور یہی ثابت ہوتا ہو درمنا وادواو سکے تری سے
اقول متن درمنا سے البتہ یہ اعتراض ہوتا ہو کہ حال غیم میں اختلاف رائے حل فطر میں ہو لکن
 صاحب درمنا نے اسکی تضعیف کی ہو اور ان نسبت اس قول کی من کے جانب لغوی حیث قال
 لا یحل علی المذہب خلاف الجہد کذا ذکرہ المصنف ثانیاً استدراک ہو کیا لکن نقل ابن الجلیل
 عن الذخیرۃ انہ ان غم ہلال الفطر حل اتفاقاً ثانیاً اسکی تائید قول مستحق زبیدی سے کی اور کہا
 وقال لیل علی الامتنبہ ان غم حل لا لا پس اس سے معلوم ہوتا ہو کہ متنا صاحب درمنا
 خلاف قول ماتن ہو درمنا سے استدلال محتمل و عجب ہو قال بعض الافاضل اس صورت

علی و
 فی بعض
 الا فی بعض
 محال ہو
 اس صورت
 میں کہ
 ہلال و فطر
 صوم پر
 دلیل
 شخص کی
 کو اس سے
 ہو اور
 جو کہ
 نام و روایت
 مصنفین
 کی ہونے
 پس یہ
 مسئلہ

عید و اخطا صوم ہرگز کرنا چاہیے اس لیے کہ ایسی صورت میں اخطا کرنا صرف ایک روایت
 امام محمد کی ہے جو منون میں اختیار نہیں کی گئی متون میں علی الاطلاق عدم فطر کا حکم لکھا ہے اور اسی
 صاحب در مختار نے علی الذہب فرمایا ہے اقول غرض معترض ہے کہ وہ بے شرب و قیہ ہدایہ وغیرہ
 متون میں طلق لاجل الفطر لکھا ہے اور مفید بحال صحیح نہیں کیا اور فقہاء کے نزدیک مقرر ہے کہ ان
 مافی المتون مقدم علی مافی الشرح و مافی الشرح مقدم علی مافی الفتاویٰ قطب شاہ قوی شہادت
 سے ہے اس کے تین جواب ہیں جواب اول صد الشرح اور صاحب ہدایہ وغیرہ نے علی الاطلاق
 لاجل الفطر فرمایا ہے اور مفید بقید اطلاق بھی نہیں کیا یعنی لاجل الفطر مطلقاً یا لاجل
 الفطر سواء كانت السماء مصحیة یا مغمیة نہیں کہا پس ممکن ہے کہ کلام طلق کا مفید حال صحیح
 جیسا کہ اکثر فقہائے مستدین کے کلام میں خصوصاً روایت حسن علی امام میں واقع ہے معمول
 کیا جاوے اور جب اس کا حج تطبیق میں کلام الفقہاء ہو تو تطبیق کرنا چاہیے تاکہ ترک عمل کا حدیثی اثر نہ
 آوے علامہ حلبی شرح منیۃ اصلی بن فرحات میں الجمع متعین عند الاحکام اذا دار العمل بینہ
 و بین اھل العلم باحدھما بالکلیۃ اور بحال صحیح میں اختلاف ائمہ ثابت ہوا تو بالضرورة
 حال غیم میں اتفاق ائمہ ہو گا اسی لیے کہ اختلاف امام محمد بالاتفاق مسلم جو اس عبارت طلفہ متون کے
 سند و احتجاج اس پر نہیں ہو سکتا ہے کہ حال غیم میں فطر ہرگز نہ کرنا چاہیے کہ خلاف مذہب نہیں ہو گا الا
 علی اولی الشئ و اگر یہ خدشہ ہو کہ تطبیق کلام فقہاء مطر بھی ممکن ہے کہ کلام مفید بحال صحیح کو مطلق پر
 عمل کیا جاوے اور کہ سب کو نہ فید و السماء مصحیة فید اتفاقاً ہے نہ اعتزازی دفع او سکا ہے کہ
 یہ توجیہ خلاف نص صحیحین مثل شمس المائتہ و علائط و طحاوی تو صاحب عراقی الفلح و غایۃ البیان غیر
 کما فصلناہ سابقاً ہو گی پس رفع اختلاف بین کلام الفقہاء و الفقہائین نہ ہو گا اور شیعہ نہ ہو کہ تو اول
 خلاف نص صحیح جامع الرموز اور نور البصائر ہی واسطے کہ کلام صاحب جامع الرموز خلاف

میں امام محمد کی روایت ہے کہ ایسی صورت میں اخطا کرنا صرف ایک روایت امام محمد کی ہے جو منون میں اختیار نہیں کی گئی متون میں علی الاطلاق عدم فطر کا حکم لکھا ہے اور اسی صاحب در مختار نے علی الذہب فرمایا ہے اقول غرض معترض ہے کہ وہ بے شرب و قیہ ہدایہ وغیرہ متون میں طلق لاجل الفطر لکھا ہے اور مفید بحال صحیح نہیں کیا اور فقہاء کے نزدیک مقرر ہے کہ ان مافی المتون مقدم علی مافی الشرح و مافی الشرح مقدم علی مافی الفتاویٰ قطب شاہ قوی شہادت سے ہے اس کے تین جواب ہیں جواب اول صد الشرح اور صاحب ہدایہ وغیرہ نے علی الاطلاق لاجل الفطر فرمایا ہے اور مفید بقید اطلاق بھی نہیں کیا یعنی لاجل الفطر مطلقاً یا لاجل الفطر سواء كانت السماء مصحیة یا مغمیة نہیں کہا پس ممکن ہے کہ کلام طلق کا مفید حال صحیح جیسا کہ اکثر فقہائے مستدین کے کلام میں خصوصاً روایت حسن علی امام میں واقع ہے معمول کیا جاوے اور جب اس کا حج تطبیق میں کلام الفقہاء ہو تو تطبیق کرنا چاہیے تاکہ ترک عمل کا حدیثی اثر نہ آوے علامہ حلبی شرح منیۃ اصلی بن فرحات میں الجمع متعین عند الاحکام اذا دار العمل بینہ و بین اھل العلم باحدھما بالکلیۃ اور بحال صحیح میں اختلاف ائمہ ثابت ہوا تو بالضرورة حال غیم میں اتفاق ائمہ ہو گا اسی لیے کہ اختلاف امام محمد بالاتفاق مسلم جو اس عبارت طلفہ متون کے سند و احتجاج اس پر نہیں ہو سکتا ہے کہ حال غیم میں فطر ہرگز نہ کرنا چاہیے کہ خلاف مذہب نہیں ہو گا الا علی اولی الشئ و اگر یہ خدشہ ہو کہ تطبیق کلام فقہاء مطر بھی ممکن ہے کہ کلام مفید بحال صحیح کو مطلق پر عمل کیا جاوے اور کہ سب کو نہ فید و السماء مصحیة فید اتفاقاً ہے نہ اعتزازی دفع او سکا ہے کہ یہ توجیہ خلاف نص صحیحین مثل شمس المائتہ و علائط و طحاوی تو صاحب عراقی الفلح و غایۃ البیان غیر کما فصلناہ سابقاً ہو گی پس رفع اختلاف بین کلام الفقہاء و الفقہائین نہ ہو گا اور شیعہ نہ ہو کہ تو اول خلاف نص صحیح جامع الرموز اور نور البصائر ہی واسطے کہ کلام صاحب جامع الرموز خلاف

فیجہ فقہاء مستقرین و متاخرین اور خلاف قول مختار طلب متقین ہو گا کہ تاہم وجوب
 الاستفتاء پس فحاشا قول مرجع وغیر متقی بہ کی کچھ مضائقہ نہیں جواب ثانی برتیر
 تسلیم عدم الجمع والتوفیق بہ جواب ہر کہ تقدیم مافی المتون علی الشرح وغیرہ علی الاطلاق نہیں بلکہ
 جب اس کے خلاف کی تصحیح بالشرح شری وغیرہ میں ہو اور فیما بین میں اختلاف متبادر متون کی
 تصحیح شروع و فتاویٰ میں موجود ہر کما صحیح فی جواب الاستفتاء لایکون مافی المتون مقدما
 علی مافی الشرح فی رد المحتار صرحوا بان مافی المتون مقدم علی مافی الشرح وما
 فی الشرح مقدم علی مافی الفتاویٰ لکن هذا عند التصحیح تصحیح کل من القولین و عدم التصریح
 صلا اما لود کرت مسئلہ فی المتون ولو یصرحوا بتصحیحہا بل صرحوا بتصحیحہا مقابلہ لفتاویٰ
 افاد العلامة قائم ترجیح الثانی لانه تصحیح صریح مافی المتون تصحیح التاری و تصحیح
 الصریح مقدم علی تصحیح الاثر لکن عند التزم علی التزم المتون ذکر ما هو اصح فی المذہب انتہی
 جواب ثالث مافی المتون جو مقدم ہو ملاوون متون سے مختصات حذاق ائمہ اور کبار
 فقہاء جلیلہ کہین مانند ابو جعفر طحاوی اور ابو الحسن کرخی اور قذری وغیرہ و قایہ او کثر اور
 قایہ وغیرہ بقال الفاضل ہارون بن بہاء الدین المرجانی الحنفی فی ناظرۃ الحق اما المختص
 التی صنفها حذاق الائمة والفقہاء الاجلۃ کابی جعفر الطحاوی ابی الحسن الکرخی
 والحاکم الشہید الذری والی الحسن القندوری ومن فی هذا الطبقة من علماء مافی مصر
 لضبط اقوال صاحب المذہب و جمع فتاواہ المرویۃ عنه ومن ذلک اشتهر المتون
 کالنصوص انما متقدمة علی مافی الشرح وافیہا علی الفتاویٰ لیس لایس المتون
 الا مختصات هؤلاء من خلاف الائمة والفقہاء الاجلۃ واما المختصات لقی جمعہا
 المتأخرون کالوقایہ والکنز والنقایہ وغیرہا فای صاحبہا وانکانوا علماء صالحین

مفسر
 علی الترتیب
 فی المتون
 فی الشرح
 فی الفتاویٰ
 فی التاری
 فی المذہب
 فی المختصات
 فی النصوص
 فی المتأخرون
 فی الوقایہ
 فی الکنز
 فی النقایہ
 فی غیرہا

وفضلاء کھلین لیسوا بمنہ الثبابة من الثقة والفقاهة مع خلوص کلام من الحجة
 ولا مسند و عدم سلامته عن نوع تغیر و خلط و تصرف فی التعبير اتمی ملخصا کذا
 فی المنازع الكبير قال بعض الافاضل خزانة المفتین میں کما ہو و اذا صاموا ثلثین یوما
 بشهادة الواحد ولم یروا هلال الشوال لم یفطروا حتی یصوموا یوما اخر لا یفطروا
 الا فطر و بشهادة الواحد و شهادة الواحد لا تصلح حجة فی لفظ اتمی اقول خزانة المفتین
 من یوم اسکایک سید اور کما ہو او کما یقید بحال صحوکیا برحیث قال هلال البلد راوا
 هلال رمضان و صاموا تسعا و عشرين یوما فشهد جماعة فی یوم التاسع و العشرین
 ان اهل بلد کذا راوا هلال رمضان فی لیلة کذا اقبل کما لیوم فصلوا و هذا یوم
 یوم الثلثین من رمضان فلم یروا الهلال فی تلك اللیلة و السماء صھیبة لا یمح
 الفطر غدا و لا تترك التراویح فی هذا اللیلة لان هذه الجماعة لم یشهدوا بالروایة
 علی شهادة غیرهم و انما حکوا امریة غیرهم فلا یلتفت الی قولهم اتمی انظر
 غار و کما یجب ان یجب خزانة المفتین کے نزدیک اس سید میں رجسین کہ ثبوت رمضان
 برویت ہلال الخ بشادات علی الشهادة یفقط بحکایت رویت غیرہی عدم انظار بحال صحوکیا
 تو صورت کہ ثبوت رمضان بشادات مقبولہ واحد عدل ہو عدم حل افطار میں اعتبار قید
 صحوکیا ہوگا و نہ ترجیح بلا مرجح بلکہ ترجیح مرجح لازم آوے گی پس ضروری کہ عبارت مطلقہ اولے
 او کی محمول عبارت مقیدہ ثانیہ پر ہو اور تقدیر کلام یہ ہو و لم یروا هلال شوال السماء
 صھیبة لم یفطروا حتی یصوموا یوما اخر لا یفطروا الا فطر و بشهادة الواحد
 الذی ظہر غلطہ الخ فلا یکن عبارة خزانة المفتین حجة للمعارض بل علیہ هذا
 قال بعض الافاضل فی الواقع تطبیق تو مل کاشیوہ پسندیدہ ہو لیکن کسی مقید کے واسطے

و فضلاء کھلین لیسوا بمنہ الثبابة من الثقة والفقاهة مع خلوص کلام من الحجة
 ولا مسند و عدم سلامته عن نوع تغیر و خلط و تصرف فی التعبير اتمی ملخصا کذا
 فی المنازع الكبير قال بعض الافاضل خزانة المفتین میں کما ہو و اذا صاموا ثلثین یوما
 بشهادة الواحد ولم یروا هلال الشوال لم یفطروا حتی یصوموا یوما اخر لا یفطروا
 الا فطر و بشهادة الواحد و شهادة الواحد لا تصلح حجة فی لفظ اتمی اقول خزانة المفتین
 من یوم اسکایک سید اور کما ہو او کما یقید بحال صحوکیا برحیث قال هلال البلد راوا
 هلال رمضان و صاموا تسعا و عشرين یوما فشهد جماعة فی یوم التاسع و العشرین
 ان اهل بلد کذا راوا هلال رمضان فی لیلة کذا اقبل کما لیوم فصلوا و هذا یوم
 یوم الثلثین من رمضان فلم یروا الهلال فی تلك اللیلة و السماء صھیبة لا یمح
 الفطر غدا و لا تترك التراویح فی هذا اللیلة لان هذه الجماعة لم یشهدوا بالروایة
 علی شهادة غیرهم و انما حکوا امریة غیرهم فلا یلتفت الی قولهم اتمی انظر
 غار و کما یجب ان یجب خزانة المفتین کے نزدیک اس سید میں رجسین کہ ثبوت رمضان
 برویت ہلال الخ بشادات علی الشهادة یفقط بحکایت رویت غیرہی عدم انظار بحال صحوکیا
 تو صورت کہ ثبوت رمضان بشادات مقبولہ واحد عدل ہو عدم حل افطار میں اعتبار قید
 صحوکیا ہوگا و نہ ترجیح بلا مرجح بلکہ ترجیح مرجح لازم آوے گی پس ضروری کہ عبارت مطلقہ اولے
 او کی محمول عبارت مقیدہ ثانیہ پر ہو اور تقدیر کلام یہ ہو و لم یروا هلال شوال السماء
 صھیبة لم یفطروا حتی یصوموا یوما اخر لا یفطروا الا فطر و بشهادة الواحد
 الذی ظہر غلطہ الخ فلا یکن عبارة خزانة المفتین حجة للمعارض بل علیہ هذا
 قال بعض الافاضل فی الواقع تطبیق تو مل کاشیوہ پسندیدہ ہو لیکن کسی مقید کے واسطے

مطلق کی تقدیر جب کہ جاتی ہو کہ وہ بقید کسی دلیل قطعی سے ثابت ہوا اور اس کا ثبوت قوی اور اطلاق کا ثبوت ضعیف یا کسی علم قطعی کے منافی یا اور ضرورت دہائی ہو اور اگر ایسا نہ ہو تو وہ تطبیق نہیں بلکہ تبع ہو نفس ہر اقوال بقید نبی عدم حل فطر بحال صحیحہ نہیں ملا عند محمد دلیل قطعی کلام فقہائے محققین سے ثابت ہو عن شمس لائمہ ان خلاف محمد فیما اذا المرء واهل الثول والسماء صحیۃ فعندہا لا یفطرون وعند محمد یفطرون صحیۃ ہونی ووالحق بان المصرح بہ فی الذخیرۃ وکذا فی المعراج عن المجتہدین حل الفطر عندہا حل وفاق انما الخلاف فیما اذا المرء واهل الثول واهل الفطر عند محمد یحل کما قال شمس لائمۃ الحلوانی وحررۃ الشرح لابی فی الامداد وونی فتاویٰ قاضی خان وولم یروا الهلال والسماء صحیۃ ذکر بانک علی قول ابیحنیفۃ لا یفطرون وعن محمد انہم یفطرون وبہ اخذ نصیر بن یحیی وونی مراقی الفلاح ولا خلاف فی حل الفطر اذا لم یعدہ وکان بالسماء حلۃ ولو وصلیۃ ثبت رمضان بشہادۃ الغزاة العدل کالعدۃ اتفاق علی التحقیق وونی حاشیۃ للعلامة الطحاوی ومقابل التحقیق حل الفطر بشہادۃ الواحد قول محمد صاحب مراقی الفلاح اور علامہ طحاوی کے کلام سے ظاہر ہو کہ حال علیہ السلام میں حل فطر بلا خلاف اتفاق علی التحقیق ہو اور یہ قول کہ اس میں من فطر امام محمد کے نزدیک حل فطر ہو غیر تحقیق ہو پس ضرور ہو کہ حال صحابین اختلاف ائمہ ہو اس واسطے کہ اختلاف ائمہ اس مسئلہ میں مسلم بالاتفاق ہو وونی کثر البیان للشیخ المصطفیٰ فاذا تم العدة بشہادۃ غیرہ ولم یعدہا شہوان والسماء صحیۃ لا یحل الفطر واما الحسن عن الامام وهو قول ابی یوسف پس بغایت حسن بن زیاد عن الامام اور قول شمس لائمہ اور صاحب خیرہ اور معراج کیا نقلما العلامة الشامی اور محقق قاضی خان وغیرہم ثبوت اس بقید مذکور کے واسطے دلیل قطعی ہے

اور اسی سے تقویت کی خاطر ہر کمالیہ کی باقی رہی ضرورت تطبیق و مجتہدہ ہر اولاً و ثانیاً
حسن میں اللہ کو صاحب ایسا و تہمین الحقائق نے بلا قید و السامیۃ ذکر کیا ہے اور متفق شیعہ
مصطفیٰ نے مقید بقید و السامیۃ بیان کیا ہے اور تطبیق و جمع دونوں روایتوں کا ممکن ہر کہ مطلق
کو مقید پر عمل کیا جاوے پس حکم حلالہ علی وغیرہ واضح یقین عند الاسکان اذ لا امر لعل بدینہ و بدین
احد امر لعل باحدہما الکلیہ و دونوں روایتوں میں تطبیق و جمع کمال مطلق علی المقید ضرور کرنا چاہیے
تا بعد ازل حدیثی الروایۃ اجمالاً لازم نہ کہ اگرچہ ظاہر عبارت مطلقہ عدم عمل افطار ہر ایہ و غیر
کا ماخذ وہی ہی روایت حسن ہے لیکن محمول مقید پر ہوگی تا نیا در صورت عدم تطبیق اختیار و اطلاق
بین کلام یقین مع اسکان کج لازم ہوگا و ہو غیر محمود و اتفاقاً بصورت عدم توفیق اجمالاً حد
القولین بلا ضرورہ لازم آوے گا و ہو محذور یا تبعاً جب عبارات ثقات مقولہ جواب استفا سے
مخوبی ثابت ہو اگر عمل کمال فیم بالاتفاق عندا یقین ہے اور مختار علماء یقین ہی ہر کہ حال
ضمیمہ میں غلط شہادت یعنی راجح روایات و اقوی راۃ اور مفتی بہ ہر کہ حقیقہ الحق الرلی و العلامة طوطا
پس اس وقت اگر قول صاحب نسخ و قایہ و ہماہ و خزائن یقین کو محمول کمال صحیح کیا جاوے تو لازم
آوے گا کہ ان فقہاء مستدین نے قول غیر تحقیق اور مرجح غیر مفتی بہ کو اختیار کیا و ہو مستبعد شیعہ
خاصاً محقق علامہ قاضیان نے اس سلسلہ کو اولاً مطلق بیان کیا بعد اس کے اوی مقید کیوں السامیۃ
مصیبتہ فرمایا پس مطلق کو مقید پر محمول کرنا چاہیے ورنہ ایک ہی محقق کے کلام میں منافات لازم
ہوگی آنحضرت جن فقہاء نے اس اختلاف ائمہ کو سائلہ کوہین علی الاطلاق بیان کیا ہے نو حیحہ او
کلام کی تطبیق مطلق علی المقید ممکن ہے اس لیے کہ انھوں نے اپنے کلام کو مقید بقید اطلاق
نہیں کیا ہے و احد مع اسکان کج و فاق بہر طوطا ہر شقاق سے کمالیہ علی الضمیر نہ اندک
فی الایال و السامیۃ حقیقہ اجمالاً اور اگر تطبیق اتفاق کلام فقہاء تسلیم کیا جاوے جب بھی مضر

ہما سے مقصود کو نہیں اسلئے کہ مقصود بھی تھا کہ صورت سولہ میں محل فطار اتفاق ائمہ ثلاثہ
 جیسا کہ کتب فقہ میں صحیح ہے مرد اس سے اتفاق جملہ فقہانہ تھا بلکہ وہ اتفاق تھا جو کتب فقہ میں
 صحیح ہے اور وہ اتفاق ائمہ ثلاثہ ہی تھا اتفاق کتب فقہاء اور پھر بقول محقق و راجح و مفتی جہا
 ثقات منقولہ سے ثابت ہو گیا قال بعض الافاضل و راجع الرموز میں ہے و بعد صوم ثلاثین
 بقول عدل احد لا یجوز الفطر الا اذا صاموا یوم اخر سوا تغیر السماء فی النواذین ان
 وقال محمد لو تغیر السماء فی محل الفطر اقول بلاشبہ اس کلام صاحب جامع الرموز اور اس طرح
 کلام صاحب تنویر الابصار و بحر رائق ظاہر ہوتا ہے کہ حال غیم میں شیخین کے نزدیک فطر حلال
 نہیں مگر قول ان فقہاء کا معارض تصریحات اہل فقہانہ متفقین کا لایا مثل شمس المائے اور صاحب
 ذخیرہ کا نقل ابن الکمال و محقق قاضی خان کہ طبقہ ثالثہ فقہاء سے عظام سے ہیں اور علامہ شرنبلالی
 اور صاحب مراقی الفلاح و نور الابصار و آملہ الفلاح و معراج کا اور فقہار متفق محدث زبیدی و نصیر شرنبلالی
 و شیخ مصطفیٰ بن عبد اللہ و غیر ہم کا اور خصوصاً روایت حسن علی الملام کا کا ذکر وہی کثیر البیان
 ہرگز نہیں ہو سکتا معتمد علامہ مططاوی نے حاشیہ مراقی الفلاح میں تصریح لکھا ہے قوله اتفاقاً
 علی التحقیق یرجع الی شہادۃ الفرد العدل و مقابل التحقیق ان محل الفطر بشہادۃ الفرد هنا قول
 محمدی اور قول صاحب تنویر الابصار کا استدلال و تضعیف خود در مختار میں موجود ہے پس بنا بر تحقیق
 اہل فقہاء قول صاحب جامع الرموز و غیرہ قول غیر محقق و مرجع و غیر مفتی بہ ہو گا فلا یصلح للافتاء
 لکما لا یخفی علی ولی النہی قال بعض الافاضل و صاحب مختار نے جو ذخیرہ سے علت فطر
 پر صورت مذکور میں اتفاق نقل کیا ہے علامہ مططاوی نے گویا او سکار دیکھا ہے کہ لکھا ہے قوله
 و غم حلال الفطر الواو للمحال و قد یہ کہ اجل قوله خلافاً للمحمد لان خلافہ انما هو فیہ
 علامہ شامی نے بھی ایسا ہی لکھا ہے قید بجا کہ محل الخلاف جب بغیر کی عبارت اتفاقاً

ان عادلین کی شہادت سے مقبول اور ثابت نہ ہوئی تو اس روایت پر فتویٰ دینا نہ چاہیے
 اقول علامہ مطاویٰ اور شامی کے قول کو رد قول ذخیرہ بھما مقام مجب ہوا سوا کے علامہ
 مطاویٰ اور شامی نے یہ قول لاواو الحال الخ بشیخ تنویر الابصار لکھ کے تصنیف کی نقل قول
 شمس الائمہ عن الجلی ما و اعتبار صاحب نور الایضاح اور اعداد القیم اور معراج عن الیتمی نقل کی ما
 خود مختار علامہ مطاویٰ اور شامی موافق قول صاحب ذخیرہ منقول بن کمال ہر جیسا کہ ملاحظہ ہو
 اور مطاویٰ اور حاشیہ عراقی بالفتح سے ظاہر ہو اور عبارات کی سابق مذکور ہو بین فلا یغید
 خوف الا لاطلاب پس منشا اس تو ہم کا عدم تدریس فقط اور اسی تقریر سے ثابت ہوا کہ ان عادلین
 کی شہادت ذخیرہ کی عبارت اتفاقی کی صحت و ترجیح پر یوں نہ برعکس صورت مذکورہ ہیں جہاں
 راجع حل نظر اتفاق ائمہ ثلاث ہو اور یہی مذہب مختار اکثر فقہائے متعین ہو کا عرفت اقطار پر
 احتیاط فتویٰ ضرور دینا چاہیے تاکہ صوم یوم عید منسی عنہ لازم نہ آوے جان حال صومین فقط قول
 امام محمد پر نظر حلال ہو اگر موقوف امام محمد کو صبح لکھا ہو لاکر احتیاط حکم ظاہر نہ دیتا چاہیے مطلقاً
 غلط رائی ہلال رمضان کے اور تاکہ خروج عن العمد بالیقین ہو چکا اور شاید کہ کسی حاراد و فقہا
 کی ہوگی جنہوں نے لکھا ہو و عندہا لا یحل الفطر احتیاطاً فتدبر قال بعض العلماء و اگر مطلع
 صاف ہو تو بلا اتفاق فطر کرنا چاہیے کیونکہ باوجود صفائی مطلع اور ناصیت صیام میں کے اہل
 نظر نہ آیا و خطاے رائی اولیٰ یقین معلوم ہوگا اقول (در صورت مطلع صاف و عینک با اتفاق
 فطر کرنا چاہیے) یہ حکم کسی کتاب معتدین طرہ مذکور نہیں وں راوی غلبہ البیان بلکہ خلاف تحقیق فقہائے
 متعین مثل شمس الائمہ و علامہ قاضیان و مطاویٰ شامی صاحب فی الفلاح و کذا البیان و تہذیب الفقہ
 و تنویر الایضاح و ہایہ و شمس و قایہ و غیرہ لکھا کہ مفسلاً میں نے کوئی دلیل صحیح نہیں دیکھی کہ ان
 مفہوم مخالف عبارت منقولہ و فتویٰ تنویر الابصار سے استدلال کیا ہو اور یہ صحیح نہیں ایسے کہ معلوم

در صورت مطلع صاف و عینک با اتفاق فطر کرنا چاہیے کیونکہ باوجود صفائی مطلع اور ناصیت صیام میں کے اہل نظر نہ آیا و خطاے رائی اولیٰ یقین معلوم ہوگا اقول (در صورت مطلع صاف و عینک با اتفاق فطر کرنا چاہیے) یہ حکم کسی کتاب معتدین طرہ مذکور نہیں وں راوی غلبہ البیان بلکہ خلاف تحقیق فقہائے متعین مثل شمس الائمہ و علامہ قاضیان و مطاویٰ شامی صاحب فی الفلاح و کذا البیان و تہذیب الفقہ و تنویر الایضاح و ہایہ و شمس و قایہ و غیرہ لکھا کہ مفسلاً میں نے کوئی دلیل صحیح نہیں دیکھی کہ ان مفہوم مخالف عبارت منقولہ و فتویٰ تنویر الابصار سے استدلال کیا ہو اور یہ صحیح نہیں ایسے کہ معلوم

روایت میں ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں داخل ہوئے تو ان کے پیچھے ایک لشکر تھا جس میں سے ایک شخص نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک شخص کے ساتھ دیکھا جو اس کے پیچھے تھا اور اس کے ہاتھ میں ایک عصا تھی۔

روایات میں ہیں چند غلطی جو کہ اس وقت کہ جب خلافت ابو کا کلام متحققین میں
 میں تھے نہ وہ ہنا مفقود کما مر عتقرب فلا یتیم التقرب قال بعض العلماء
 قال الامام اعظم اذا شہد واحد بالہلال فضا صواثلین یوما لمر
 یفطر احتی بصوم ولین ما اخر ۱۲ مشاہدہ النظام اقولی هذا
 القول اما محمول علی ما هو رواہ الحسن عن الامام من انه اذا تم العدة
 بشہادۃ فرد ولو بالہلال شوال والسماح صحیہ لا یجمل الفطر کا ذکر فی
 کثر البیان فلا یدیکون حجة لہ بل علیہ واما محمول علی الاطلاق ای
 لم یفطر اسواء کلفت السماء صحیہ او متغیمۃ فی محل الفطر عند محمد
 فی الحالین فیکون حجة علیہ ایضا فافہم قال بعض العلماء انما الذخیرۃ
 الواحد اذا شہد علی ہلال رمضان الخ قول یہ قول ذخیرہ میں شیخ الاسلام
 سے نقل کیا ہے اور بعد اسکے قول شمس الامم مخالف اس کا ذکر کیا ہے اور کسی بزرگ صاحب
 ذخیرہ نے اور حموی نے بیان نہیں کی قال بعض العلماء تو اس نقل ذخیرہ سے
 بہرہ من ہوا کہ محل خلافت نزد اکثر کے صورت غیم ہو یہ صحوا و شمس الامم کے نزدیک
 محل خلافت صورت صحو غیم کیونکہ اول صورت غیم میں اختلاف نے کہ نسبت
 کسی شخص خاص کی نہیں کی بعد میں کہا و قال کلوا فی الخ اور مطلقہ معطوف علیہ کو فہم
 کرتا ہے تو تقدیر کلام حکذا قال لا لکرون حکذا و قال الخ حکذا و الخ
 یتبع السواء الا عظم تفکر ولا تصف وایاک وان تتبع الہوی فانہ راس

روایت میں ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں داخل ہوئے تو ان کے پیچھے ایک لشکر تھا جس میں سے ایک شخص نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک شخص کے ساتھ دیکھا جو اس کے پیچھے تھا اور اس کے ہاتھ میں ایک عصا تھی۔

روایت میں ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں داخل ہوئے تو ان کے پیچھے ایک لشکر تھا جس میں سے ایک شخص نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک شخص کے ساتھ دیکھا جو اس کے پیچھے تھا اور اس کے ہاتھ میں ایک عصا تھی۔

تخطیات اقول یہ ہمارے فاسد علی الفاخر تو ہم باطل ہو نہ اسکا ہم
مطالعہ کتاب فیخیرہ ہوا تو میں یہ قول طرح واقع ہو ذکر شیخ الاسلام فی شرح لغات
الشہادۃ الواحد اذا استند علی حلال رمضان الحرام حطوف علیہ وقال
شمس اللہ کا ذکر شیخ الاسلام ہو معترض کو حطوف علیہ قال شمس اللہ کا معلوم
ہوا اور باطل ہوا ہے نفس حطوف علیہ قال الاکثرون تکلف ثمرہ یا تمہذا تقدیر
معطوف علیہ بلطف قیل یا قال البعض بھی ہو سکتے تھے قال الاکثرون کی کیا ضرورت
ہے اپنے قول وایا ان تتبعہم الہوی پر کچھ عمل نہ کیا ہے کیے ناصح ہے دیگر ان
ناصر خود یا قسم کم درجہ انہ آد قول اکثر کا فعل اختلاف حال صحیح غم نہ کرنا اور غم
شیخ الاسلام کے نزدیک محل خلاف حال غم ہو و الحق یتیم السواد الام
خلاف قال بعض العلماء والمذہب معتبر فی روایات عندنا عنہ انہ اقول النہم
الخالف معتبر فی روایات اذالم کمین خلافہ مصرح فی کلام الثقات فیما نحن فیہ خلافہ
مصرح فی کلام الفقہاء کا علمہ مفصلاً فلا یمکن انہ قال بعض العلماء ولو صلوا الحرام اقول
قائل نے یہ توں سہم درختار کا نقل کیا اور ہندراک لو سکا جو صاحب درختار
کیا ہو بقولہ ولكن نقل ابن الکمال عن النخیرۃ انہ ان غم حلال الفطر حلّ لغنا
اور تاہم یہ کہی ہو بقول محدث زلمی کے ہوا لا شبهہ ان غم حل ولا لا کو
حذف کیا اس طرح روحنا راو ططاوی سے خط شرح قولہ وغم حلال الفطر
نقل کی اور بعد اسکے جو شارحین نے تاہم یہ تقویت محل فطر حال غم بالانفس

مفتی محمد رفیع الدین صاحب دیوبند
 مفتی محمد رفیع الدین صاحب دیوبند
 مفتی محمد رفیع الدین صاحب دیوبند
 مفتی محمد رفیع الدین صاحب دیوبند
 مفتی محمد رفیع الدین صاحب دیوبند

[illegible]

اور اس قدر شک کہ کہیں سخت و سخت الی صاحب خطرات لازم آتی ہو ساتھ ہمد
 فرمادہ الکلام کثرت ہندہ سلو الذین یحشون ربہم ولا یقتضونہ بدعاہل ضلال
 عنہ لفاضل علما قال محمد ثبت القطر بحکم القاضی لا یقول للموحد فروری
 بلا حریہ قال اور قول امام سعدول کہنا بقول حکمین او احد ہما غیر جائز
 چنانکہ احد ہما ہما ابو یوسف متفق علیہ کہ ہوا تم اقول اولایہ بحث فیما نحن
 فیہ سے خارج ہوا سہل در حال غیر اتفاق نہ ثلاث قطر حال ہوا قبول
 راجح متقی یہ بقول امام محمد فقط کما مر فی فضلہ و ہوا مطلق تہا اگر
 مذکورہ مطلقا ہو تو متقی اکثر اس فیستبین فتوی قول امام پر نہیں ہو گیا کمال
 بخفی علی من ظلم امام سائل الفقہ لا یسأل سائل الماء البید و خیر ہا ما لبث
 قول امام ہما مدول عکرا او وقت ہر جب قریح قریح او کی خلاف قول شیخ
 بجاویز فیہ موجود کہ تفری رد القار و فی فتاوی امامی لا یعدل عن قول امام
 الا اذا اصر احد من المشائخ بان الفتوی علی قول غیرہ و ہذا سقط
 ما یجوز فی الجرم ان علینا الا فتاوی قول امام وانما وفق المشائخ
 بخلافہ و قد اعترضہ عن شیدہ الخیر الرہل و امعنا ہا ان المفق حقیقہ
 ہو المجتہد و لما غیرہ فتاقل بقول المجتہد کیف یجب علینا الا فتاوی
 قبل کہ امام و اتفق المشائخ بخلافہ و نحن انما شک فی خواہم لا خیر
 آہ انتی قال یمن لہما اور جو نہیں کو رد ہوا ہوا اقول جب کہ

میں نے اس قدر شک کیا کہ کہیں سخت و سخت الی صاحب خطرات لازم آتی ہو ساتھ ہمد
 فرمادہ الکلام کثرت ہندہ سلو الذین یحشون ربہم ولا یقتضونہ بدعاہل ضلال
 عنہ لفاضل علما قال محمد ثبت القطر بحکم القاضی لا یقول للموحد فروری
 بلا حریہ قال اور قول امام سعدول کہنا بقول حکمین او احد ہما غیر جائز
 چنانکہ احد ہما ہما ابو یوسف متفق علیہ کہ ہوا تم اقول اولایہ بحث فیما نحن
 فیہ سے خارج ہوا سہل در حال غیر اتفاق نہ ثلاث قطر حال ہوا قبول
 راجح متقی یہ بقول امام محمد فقط کما مر فی فضلہ و ہوا مطلق تہا اگر
 مذکورہ مطلقا ہو تو متقی اکثر اس فیستبین فتوی قول امام پر نہیں ہو گیا کمال
 بخفی علی من ظلم امام سائل الفقہ لا یسأل سائل الماء البید و خیر ہا ما لبث
 قول امام ہما مدول عکرا او وقت ہر جب قریح قریح او کی خلاف قول شیخ
 بجاویز فیہ موجود کہ تفری رد القار و فی فتاوی امامی لا یعدل عن قول امام
 الا اذا اصر احد من المشائخ بان الفتوی علی قول غیرہ و ہذا سقط
 ما یجوز فی الجرم ان علینا الا فتاوی قول امام وانما وفق المشائخ
 بخلافہ و قد اعترضہ عن شیدہ الخیر الرہل و امعنا ہا ان المفق حقیقہ
 ہو المجتہد و لما غیرہ فتاقل بقول المجتہد کیف یجب علینا الا فتاوی
 قبل کہ امام و اتفق المشائخ بخلافہ و نحن انما شک فی خواہم لا خیر
 آہ انتی قال یمن لہما اور جو نہیں کو رد ہوا ہوا اقول جب کہ

اور اس قدر شک کہ کہیں سخت و سخت الی صاحب خطرات لازم آتی ہو ساتھ ہمد
 فرمادہ الکلام کثرت ہندہ سلو الذین یحشون ربہم ولا یقتضونہ بدعاہل ضلال
 عنہ لفاضل علما قال محمد ثبت القطر بحکم القاضی لا یقول للموحد فروری
 بلا حریہ قال اور قول امام سعدول کہنا بقول حکمین او احد ہما غیر جائز
 چنانکہ احد ہما ہما ابو یوسف متفق علیہ کہ ہوا تم اقول اولایہ بحث فیما نحن
 فیہ سے خارج ہوا سہل در حال غیر اتفاق نہ ثلاث قطر حال ہوا قبول
 راجح متقی یہ بقول امام محمد فقط کما مر فی فضلہ و ہوا مطلق تہا اگر
 مذکورہ مطلقا ہو تو متقی اکثر اس فیستبین فتوی قول امام پر نہیں ہو گیا کمال
 بخفی علی من ظلم امام سائل الفقہ لا یسأل سائل الماء البید و خیر ہا ما لبث
 قول امام ہما مدول عکرا او وقت ہر جب قریح قریح او کی خلاف قول شیخ
 بجاویز فیہ موجود کہ تفری رد القار و فی فتاوی امامی لا یعدل عن قول امام
 الا اذا اصر احد من المشائخ بان الفتوی علی قول غیرہ و ہذا سقط
 ما یجوز فی الجرم ان علینا الا فتاوی قول امام وانما وفق المشائخ
 بخلافہ و قد اعترضہ عن شیدہ الخیر الرہل و امعنا ہا ان المفق حقیقہ
 ہو المجتہد و لما غیرہ فتاقل بقول المجتہد کیف یجب علینا الا فتاوی
 قبل کہ امام و اتفق المشائخ بخلافہ و نحن انما شک فی خواہم لا خیر
 آہ انتی قال یمن لہما اور جو نہیں کو رد ہوا ہوا اقول جب کہ

دھوکا نہیں دیا جہاں اشقیات منقذ اور حجاب ہفتا سے صاف ظاہر ہو کر عین میں
جواب خلاق تحقیق فقہا سے مستندین ہو گا ذکر نامہ ایقاہ افہام و انصاف و
نتیجہ الہوی قال بعض العلماء کہ ہم مہیلول کا مخالف ہو اقول مخالفت
مہیلول قول تنویر الابصار سے جس کا استدراک تضعیف خود صاحب نے مختار
اور علامہ مطاویٰ اور شاخی نے بیان کیا ہو اور یہ طبع مثل اس کے سے قریب
خصوصاً جس وقت کہ محقق مطاویٰ اس قول کو مقابل ہو مخالف محقق گفتہ ہیں مخالف
محقق اور شریعہ بھی نتیجہ ہے کہ مہیلولی و ثالثی نے اختیار کیا ہو قال بعض العلماء
اور در مختار اور رد مختار سے تو کلاماً حصرانہ الخلاف فیہ محل خلاف صورت تنبیہ
دیا ہو اقول یہ معترض کا مغالطہ اور دھوکا ہو در مختار میں کوئی کلام حصر مذکور نہیں
رد مختار میں اس کے خلاف پر کلام حصر و انما الخلاف اذ لریغ موجود ہو ان مطاویٰ میں
بشرح قول تنویر الابصار و غم حلال الفضل یہ لکھا ہوا والو الحال و قید یہ لاجل
حق الامتلاف الحمد للہ ان خلافہ انما ہو فیہ اور بعد اس کے اس قول کی تضعیف
بنقل علی عن شمس الامۃ و اختیار صاحب فی الايضاح و اماد الفتح کی ہو اور مختار
دونوں متقنون کو کسی ہو کہ مخالف جمیع متفق ہو گا ذکر تہ قدہ قال بعض العلماء
ہاں البتہ شمس الامۃ محل خلاف ہے خلاف سبک صورت صورتی ہیں و مطاویٰ
بجید کی سرزنشیں لزوم نسبتہ التفتہ و التیفاۃ فی الخلفاۃ و قولہ
اقول یہ قول شمس الامۃ کا بہت ہی نہیں بلکہ وہ متفق ان ثلاث حال غیر میں ہو

فہم کہ بعض علماء نے
مہیلولی کے قول کو
مخالفت مہیلولی کے
قول سے سمجھا ہے
لیکن یہ غلط ہے
کیونکہ مہیلولی
کا قول یہ تھا کہ
مہیلولی کا قول
مخالفت مہیلولی
کا قول سے ہے
لیکن یہ غلط ہے
کیونکہ مہیلولی
کا قول یہ تھا کہ
مہیلولی کا قول
مخالفت مہیلولی
کا قول سے ہے

فہم کہ بعض علماء نے
مہیلولی کے قول کو
مخالفت مہیلولی کے
قول سے سمجھا ہے
لیکن یہ غلط ہے
کیونکہ مہیلولی
کا قول یہ تھا کہ
مہیلولی کا قول
مخالفت مہیلولی
کا قول سے ہے

اختلاف حال صومین نقل قولین کتر فقہائے یہ قول اولیاء بیان کیا اور کسی فتویٰ
 مستند نے اب تک اس کے قول کے فوج میں موجود تضاویٰ نہیں کی بلکہ اکثر نے اس کی
 تائید کی بلکہ اختیار کیا ہوا اس زمانہ پر فقہین معترض صاحب نے اپنے توہم
 پر حکم لیں سمیاد سپہ فراد یا فاعتبر وایا اولی الالباب ان هذا لا یشقی عجا
 قال بعض العلماء اور جو کثرت کتابین کی لکھی ہو فقط قول شمس اللامہ کا سبب میں ہوا
 اقول اولیٰ حکم مجاہد البیاض ہر اکثر کتب متعدد مثل تاضیخان ودراتی العلان و
 کتر البیان وغیرہ میں اس قول کو منسوب طرف شمس اللامہ کے نہیں کیا حسن بن زیاد
 شاگرد امام اعظم نے امام ہمام سے اختلاف حال صومین نقل کیا ہوا کہ انما واولوکم
 پر جس ایک معتقدین نے قول شمس اللامہ کو نقل کیا اور کسی نے اوپر کچھ جمع و قدح
 کیا انہوں نے قول راجع و مختار ہوا انما بنا سے اسی توہم پر مجیب بھی کہسکتا ہو کہ خیرین
 جو محل اختلاف حال غیم مذکور ہو وہ فقط قول شیخ الاسلام کا برخلاف ہے جسکو
 صاحب ذخیرہ نے تبصریح ذکر کیا ورتام فقہانہ انجیبا نہیں کیا فاجوابا جواب
 قال بعض العلماء اور ذخیرہ والے نے قول اکثر کا اولیٰ انما اقول ذخیرہ والے
 نے نقل اکثر نہیں کیا بلکہ قال شیخ الاسلام لکھا ہی معترض کا یہ توہم و جہل جو کہ اکثر
 قال اور مجیب مجیب نہیں اول سے ہوا انما اقول منشا قبح عدم فہم مرا مجیب
 مستور مجیب ہو کہ جب بحال ضمیمہ عل خطراتنا علی التیقن بقول راجع ثابت ہوا
 اور شہسبالحق شہر الیہا باطلان ذکر خلاف احتیاط ہو کہ ملایہ کتاب صوم منہی عنہ

اختلاف حال صومین نقل قولین کتر فقہائے یہ قول اولیاء بیان کیا اور کسی فتویٰ
 مستند نے اب تک اس کے قول کے فوج میں موجود تضاویٰ نہیں کی بلکہ اکثر نے اس کی
 تائید کی بلکہ اختیار کیا ہوا اس زمانہ پر فقہین معترض صاحب نے اپنے توہم
 پر حکم لیں سمیاد سپہ فراد یا فاعتبر وایا اولی الالباب ان هذا لا یشقی عجا
 قال بعض العلماء اور جو کثرت کتابین کی لکھی ہو فقط قول شمس اللامہ کا سبب میں ہوا
 اقول اولیٰ حکم مجاہد البیاض ہر اکثر کتب متعدد مثل تاضیخان ودراتی العلان و
 کتر البیان وغیرہ میں اس قول کو منسوب طرف شمس اللامہ کے نہیں کیا حسن بن زیاد
 شاگرد امام اعظم نے امام ہمام سے اختلاف حال صومین نقل کیا ہوا کہ انما واولوکم
 پر جس ایک معتقدین نے قول شمس اللامہ کو نقل کیا اور کسی نے اوپر کچھ جمع و قدح
 کیا انہوں نے قول راجع و مختار ہوا انما بنا سے اسی توہم پر مجیب بھی کہ خیرین
 جو محل اختلاف حال غیم مذکور ہو وہ فقط قول شیخ الاسلام کا برخلاف ہے جسکو
 صاحب ذخیرہ نے تبصریح ذکر کیا ورتام فقہانہ انجیبا نہیں کیا فاجوابا جواب
 قال بعض العلماء اور ذخیرہ والے نے قول اکثر کا اولیٰ انما اقول ذخیرہ والے
 نے نقل اکثر نہیں کیا بلکہ قال شیخ الاسلام لکھا ہی معترض کا یہ توہم و جہل جو کہ اکثر
 قال اور مجیب مجیب نہیں اول سے ہوا انما اقول منشا قبح عدم فہم مرا مجیب
 مستور مجیب ہو کہ جب بحال ضمیمہ عل خطراتنا علی التیقن بقول راجع ثابت ہوا
 اور شہسبالحق شہر الیہا باطلان ذکر خلاف احتیاط ہو کہ ملایہ کتاب صوم منہی عنہ

اختلاف حال صومین نقل قولین کتر فقہائے یہ قول اولیاء بیان کیا اور کسی فتویٰ
 مستند نے اب تک اس کے قول کے فوج میں موجود تضاویٰ نہیں کی بلکہ اکثر نے اس کی
 تائید کی بلکہ اختیار کیا ہوا اس زمانہ پر فقہین معترض صاحب نے اپنے توہم
 پر حکم لیں سمیاد سپہ فراد یا فاعتبر وایا اولی الالباب ان هذا لا یشقی عجا
 قال بعض العلماء اور جو کثرت کتابین کی لکھی ہو فقط قول شمس اللامہ کا سبب میں ہوا
 اقول اولیٰ حکم مجاہد البیاض ہر اکثر کتب متعدد مثل تاضیخان ودراتی العلان و
 کتر البیان وغیرہ میں اس قول کو منسوب طرف شمس اللامہ کے نہیں کیا حسن بن زیاد
 شاگرد امام اعظم نے امام ہمام سے اختلاف حال صومین نقل کیا ہوا کہ انما واولوکم
 پر جس ایک معتقدین نے قول شمس اللامہ کو نقل کیا اور کسی نے اوپر کچھ جمع و قدح
 کیا انہوں نے قول راجع و مختار ہوا انما بنا سے اسی توہم پر مجیب بھی کہ خیرین
 جو محل اختلاف حال غیم مذکور ہو وہ فقط قول شیخ الاسلام کا برخلاف ہے جسکو
 صاحب ذخیرہ نے تبصریح ذکر کیا ورتام فقہانہ انجیبا نہیں کیا فاجوابا جواب
 قال بعض العلماء اور ذخیرہ والے نے قول اکثر کا اولیٰ انما اقول ذخیرہ والے
 نے نقل اکثر نہیں کیا بلکہ قال شیخ الاسلام لکھا ہی معترض کا یہ توہم و جہل جو کہ اکثر
 قال اور مجیب مجیب نہیں اول سے ہوا انما اقول منشا قبح عدم فہم مرا مجیب
 مستور مجیب ہو کہ جب بحال ضمیمہ عل خطراتنا علی التیقن بقول راجع ثابت ہوا
 اور شہسبالحق شہر الیہا باطلان ذکر خلاف احتیاط ہو کہ ملایہ کتاب صوم منہی عنہ

بسم الله الرحمن الرحيم
الحمد لله رب العالمين
والصلاة والسلام على
سيد المرسلين محمد
وآله الطيبين الطاهرين
الطاهرين

موصوف بن عبد گاه بن علی رؤس الاشهاد حکم قضاے ایک روز کا سب کو دیا گیا
قبول شہادت مذکور پر ثانی استاد ملازم موصوف نے شہادت بھری بن نصیح جو
مسالہ مذکور غرضاتی ہو اور اوپر مہر اپنی ثبت کی ہو یعنی بعد ثبوت رمضان مہر واحد
مدل یا مستور احوال اور گذر نے میں ان کے اگر رویت ہلال ثوال بسبب بار غیر
نمونہ افطار کرنا چاہیے اور قضا ایک روز کی رکھنا چاہیے باقی رہا شبہ فقدان
عدالت رانی ہلال مذکور سالہ مسطورہ میں اثبات و سکاؤ نہ معترض ہو انقض وجہ
اتم ظاہر ہو کہ مدار تحریر معترض کا نوہائے ضعیفہ و تخیلات خفیفہ پر جو بس اور اس پر نہ تفر
کہ اس کے آخر میں لکھا ہو و لعل الحق لا یجاوز عما حکمہ اللہ من حفظنا قال
فتامل ولا تستغفرو علیہ ان لا تتبع الهوی اقول انما امرؤن الناس بالذی
و تَسْتَوْنَ اَنْفُسُكُمْ اَلَا یَهْدِیْهِمْ فَا تَوْفِیْقُ اَلَا بِاَللّٰهِ الْمَجِیْبِ عَلَیْہِ تَوَكَّلْتَ وَ اَلِیْہِ
اَنِیْبِ حَرَرْتُ ہذہ الوریقات للاحیاج بعض المجین و اصرار بعض المصلین و آخر دعوانا ان الحمد
مدر رب العالمین و الصلوۃ و السلام علی سید المرسلین محمد و آلہ و صحابہ اجمعین الی یوم الدین
و اما بعد الراعی منقرۃ المد القوی محمد عبدالغفار الکسوی نجاب و اند العلی عن ذبی الحفی
و اکملی و صاتی من شرک غبی و عوی قد تم ملک فی فاس الحرم سنہ ۱۲۹۹ ۱۲۹۹
بعد الالف و المائتین من ہجرۃ سیدنا نقیذ علیہ الصلوۃ و السلام من الشرف و الامین
خاتمہ لطیخ احمد و الذکر محمد و ذوالی علیہ السلام کا پوچھو و دینی و جویاں و دیونہ و سہا
و کوں حیدر ابودیشور و دیویشور جہاں شہادتیں مطیع نظامی وقت کا پورہ بی عشرہ او
ماہ مبارک ربیع الاول ۱۲۹۹ ۱۲۹۹ جو کوں نظام حافظ محمد ابو سعید نظامی مطیع بہا

موصوف بن عبد گاه بن علی رؤس الاشهاد حکم قضاے ایک روز کا سب کو دیا گیا
قبول شہادت مذکور پر ثانی استاد ملازم موصوف نے شہادت بھری بن نصیح جو
مسالہ مذکور غرضاتی ہو اور اوپر مہر اپنی ثبت کی ہو یعنی بعد ثبوت رمضان مہر واحد
مدل یا مستور احوال اور گذر نے میں ان کے اگر رویت ہلال ثوال بسبب بار غیر
نمونہ افطار کرنا چاہیے اور قضا ایک روز کی رکھنا چاہیے باقی رہا شبہ فقدان
عدالت رانی ہلال مذکور سالہ مسطورہ میں اثبات و سکاؤ نہ معترض ہو انقض وجہ
اتم ظاہر ہو کہ مدار تحریر معترض کا نوہائے ضعیفہ و تخیلات خفیفہ پر جو بس اور اس پر نہ تفر
کہ اس کے آخر میں لکھا ہو و لعل الحق لا یجاوز عما حکمہ اللہ من حفظنا قال
فتامل ولا تستغفرو علیہ ان لا تتبع الهوی اقول انما امرؤن الناس بالذی
و تَسْتَوْنَ اَنْفُسُكُمْ اَلَا یَهْدِیْهِمْ فَا تَوْفِیْقُ اَلَا بِاَللّٰهِ الْمَجِیْبِ عَلَیْہِ تَوَكَّلْتَ وَ اَلِیْہِ
اَنِیْبِ حَرَرْتُ ہذہ الوریقات للاحیاج بعض المجین و اصرار بعض المصلین و آخر دعوانا ان الحمد
مدر رب العالمین و الصلوۃ و السلام علی سید المرسلین محمد و آلہ و صحابہ اجمعین الی یوم الدین
و اما بعد الراعی منقرۃ المد القوی محمد عبدالغفار الکسوی نجاب و اند العلی عن ذبی الحفی
و اکملی و صاتی من شرک غبی و عوی قد تم ملک فی فاس الحرم سنہ ۱۲۹۹ ۱۲۹۹
بعد الالف و المائتین من ہجرۃ سیدنا نقیذ علیہ الصلوۃ و السلام من الشرف و الامین
خاتمہ لطیخ احمد و الذکر محمد و ذوالی علیہ السلام کا پوچھو و دینی و جویاں و دیونہ و سہا
و کوں حیدر ابودیشور و دیویشور جہاں شہادتیں مطیع نظامی وقت کا پورہ بی عشرہ او
ماہ مبارک ربیع الاول ۱۲۹۹ ۱۲۹۹ جو کوں نظام حافظ محمد ابو سعید نظامی مطیع بہا

بسم الله الرحمن الرحيم
الحمد لله رب العالمين
والصلاة والسلام على
سيد المرسلين محمد
وآله الطيبين الطاهرين
الطاهرين

بسم الله الرحمن الرحيم

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین متین اس مسئلہ میں کہ رمضان شریف کا چاند حالت بارش میں بطور رسمی ایک شخص کی گواہی سے ثابت ہوا اب بعد کہ بعض تیس روز حالت بارش میں اگر طالع خصال نظر آئے تو اسے تو افطار جائز ہو یا نہیں یہ دینا بالکتاب تو جرحاً عند اللہ الہیاً

ہو المصوب

محببتك لا علم لنا الا ما علمنا انك انت العليم الحكيم صورت سوال
میں اگر یہ فقہ کا اختلاف ہو مگر راجح اور مفتی یہی معلوم ہوتا ہو کہ افطار چاہے چاند عالمیہ
میں ہو اذا صاموا اشھاداً بالحد والحدوا ثلثین یوماً ولم یروا اھلال شھل لہم بطریق فیما
روی الحسن علی بن حنیفۃ رحمہ اللہ للاحتیاط وعن محمد بن اسمعیل عن ابي التبیان و
فی غایۃ البیان قول محمد صحیح کذا فی النہای الخاق وقال شمس لا ثلثۃ لعلوا ل عند اختلاف
فیما اذا لم یروا اھلال شھل ولسامع صحیۃ فاما اذا كانت متغیۃ فانہم یطرون بالاختلاف کذا
فی الذخیرۃ وهو لا مشبہ ہذا فی التبیان انتہی مالگیری کی عبارت سے واضح ہو کہ صاحب
غایۃ البیان امام محمد کے قول کی تصحیح کرتے ہیں اور صاحب نہر او سکونہ تسلیم کرنے میں اور صاحب
تبیین اسی امام کو مشبہ کہتے ہیں اور مالگیری میں انہیں اقوال کا منقول ہونا جیسے بخوبی ظاہر
ہے کہ یہ تصحیح اور مفتی بہ حالت بارش میں افطار ہو اس امر کو بخوبی ثابت کرنا ہو کہ جاسید مالگیری کے
تذریک اسی مذہب کو ترجیح ہو ورنہ مجھ بچہ پر مرجح کرتے باقول مخالف نقل لکھنے کی ناپید کرنے
اور مولانا بھرا العلوم لکھنوی الدکان رابعہ میں شیخین اور امام محمد رحمہما کے اختلافات نقل کر کے
امام محمد کے قول کو لکھتے ہیں وہ باقول رفیع اور سموی نے شیخ الاشباعہ کا نقل میں بعد نقل

اور یہ امام
علیہ السلام
بانتظار فقہ
امام محمد
تذکر
مستند
میں فقہار
ہو

کما یرو فی الیامیۃ قولہ محمد بن علی قال لاشباح ولا مشبہ ان قال کانما ساء معصیۃ لا یظہر
 لظہور الغلط وان کان متعینۃ یفطرون لعدم ظہور انتہی اس جبارت معلوم ہوا کہ
 صاحب بیانہ اور شن کے نزدیک نہیں صحیح اور مفتی بہ یہی ہے کہ حالت بارہین افطار کرے اور
 عمومی کا اولاد خیر سے فقط اختلاف بیان کرنا اور آخر میں وہ قول نقل کرے کہ چھین حالت بارہین
 افطار کو ترجیح ہے اس امر کو ظاہر کرنا ہو کہ اس کے نزدیک بھی اسی مذہب کو ترجیح ہے اور نہ ہی نے
 شرح کثرین بعد بیان اختلاف کما یرو ولا مشبہ ان قال انما ساء معصیۃ لا یظہر لظہور
 خلطہ وان کان متعینۃ یفطرون لعدم ظہور الغلط انتہی اور کسی قول کو تسلیم کرنے سے فقہا کی
 عرض ہوئی ہو کہ یہ قول مفتی بہ ہی چنانچہ عمومی نے شرح اشیاء میں کما یرو معنی قولہ ولا مشبہ
 انہ اشبہ بللنصوص رہایۃ والراجح دراید میكون الفتوی علیہ کذا فی قضاء البزازیہ انتہی
 اقصایا ہی رد التمارین ہر ان اقوال سے تبصیر صورت مسئلہ میں افطار کا راجح اور مفتی بہ ہونا
 ثابت ہوا اور معلوم ہوا کہ فقہاء کے نزدیک ازراہ نقل و عقل ایکو ترجیح ہی چنانچہ نقل کے
 اعتبار سے اسکا راجح ہونا آگے بیان کیا جا گا اور عقل کی رے سے اسوجہ سے ترجیح ہے کہ اس صورت
 زکوٰۃ میں بعد تیس روز کے افطار کیا جا تو قضاے قاضی کا فسخ لازم آئیگا جب تک شخص کی شہادت
 سے قاضی نے شوکر حکم کر دیا اور رضایت کے ثبوت کو مان لیا تو غنم یا بھی کدیا کہ اگر قضا
 کی اونیس کو چاند نہ تو بعد تیس روز کے افطار کرنا چاہیے کیونکہ کوئی مہینہ تیس روز کو ناکافی نہیں
 ہوتا پس جب تیس روز پورا ہو گئے تو بموجب قضاے سابق افطار ضرور ہو گیا اب اگر افطار
 کا حکم نہ آیا جا تو قضاے قاضی کا فسخ لازم آئیگا اور یہ بات قضاے قاضی بہت ضروری
 چنانچہ تفسیر کتب فقہ پر پوشیدہ نہیں ہو علاؤ الدین بن نجیم صاحب البحر الرائق رسائل وغیرہ میں کہتے
 ہیں ان القضاء لا یقضی الا بالظہور لظاہر البین والجمہور لا ینقض الا بالظہور لظاہر البین

ہوا کہ سندھنی غیبت کے کچھ پیشتر ثبوت و ضمان ضمیمہ و ن شہادت میں کثیر کے صحیح قرار دے کر مسئلہ
 حلت افطار شہادت و اہم اس کی نظیر بیان کی ہو اور وہ پہلا قہر کیا جو جس سے صاف ظاہر ہو کہ اس
 نزدیک مختار ملت افطار ہو نہ اور نظیر وہاں سند گریہا تو ہم عدد رمضان و لہر یہاں لفظ
 للعلیٰ لیل الفطر وان ثبت رمضان بشہادۃ واحد لثبوت الفطریۃ وان کان لا یثبت قصدا لا
 بالعدو والعداۃ ہذا ما ظہری دوم کہ صاحب تنویر الابصار کے قول کی تائید صلا نہیں کی بلکہ جو
 مذہب مخالف اس کے شائع نے استدراک کے بیان کیا تھا اس کی دہلیز تائید کی ایک تو غایۃ البیان
 سے ترجیح حلت افطار کی نقل کی دوسرا اتفاق حلت افطار بزرخیہ وغیرہ سے نقل کیا عبارت اس کی یہ ہو
 قول لکن الاستدلال علی ذکر المصنعت من ان خلاف محمد فیما اذا غم ہلال الفطر ان ہر م بہ فی الذخیر
 وکذا فی الطہر من الجہول حلال الفطر من احواف و انما الخلاف فیما اذا غم غیرہ ولم یلہلال فعدہ حلالا
 بحال الفطر عند محمد علی کہ قالہ فی مسئلۃ الخلو فی حرمہ بشرط ان فی الامداد قال فی غایۃ البیان
 وجہ قول محمد و مولیٰ ان الفطر ثابت بقول الواحد ابتداء بل بناء و تبعاف کہ میں ثبوت ضمیمہ
 ولا یثبت قصدا و مثل عنہ محمد فقال ثبت الفطر بحکم القاضی لا بقول الواحد انہی جیسے کہ اس کے
 بعد ہی دوسرے قول میں تصریح اختلاف کی نفی کی چنانچہ اس کا ذکر اس کے ایک اور طحاوی بھی اسی مذہب
 پسند یہ ہونا نور الایضاح سے نقل کئے ہیں چنانچہ قول شانت ان غم ہلال الفطر من اتفاق کے جیسے
 میں مولیٰ تضاہ فی نور الایضاح انہی طحاوی اگر طحاوی کے نزدیک م افطار کو ترجیح دیتی ہو تو اس
 قول نقل کرتے جس سے عدم افطار پسند یہ ہونا ثابت ہوتا یا اس قول پر کچھ جس کرتے ہیں انہی علی السبیل
 النصف ان قول یہ اگر کوئی ثابت ہو کہ فقہ کے نزدیک ثابت ہوا میں افطار کو ترجیح ہو تو ابی امامہ کہ
 بقول السننات کا یہ نقطہ امام محمد کا میں بھی خلاف وہیت بخیر لاندہ حلوانی تو تصریح اتفاق اس کا
 بیان کرتے ہیں چنانچہ عمومی و رسمی و طحاوی وغیرہ اکثر فقہاء اس کی تصریح کرتے ہیں اور قاضی حاکم

بھی یہی ثابت ہوتی ہو کہ مذکورہ اختلاف کو حالت صحت سے مفید کہتے ہیں اور اپنے فتاویٰ میں کہتے
 ولو قضوا لخاصہ بشہادۃ الواحد علی حلال رمضان فصالحا وثلثین یوما ولو ردوا للملال والسمام
 صحیحہ ذکرنا ان علی قول ابن حنفیہ لا یضرون من یحل فی طرقت وہو اخذ بنصیر بن عیسیٰ ^{علی} ش
 کا مفہوم مخالف صریح و لالت کرتا ہو کہ حالت عدم صحیحین کا ضیق ان کے نزدیک اختلاف نہیں ہے اور نوٹ
 میں بھی صورت مسئلہ میں بالاتفاق حل فطر بیان کیا ہے اور اس کی شرح حرانی انفلیح میں اس کی قول محقق قرار
 دیا، و وجہ اہل سن مع الشیخ کہنا کہ اختلاف فی حل الفطر اذ اتم العدة وکان بالسمام علة ولو وصلیہا
 ثبت موهضان بشہادۃ الغرض العدة کالعدا لای اتفاقا علی تحقیق تنفی فی ما یشیر فی الفلاح للعلاء ^{مستط}
 قول اتفاقا علی تحقیق یجمع الی شہادۃ الغرض العدة و مقابلا ل تحقیق ان حل الفطر بشہادۃ الغرض قول محمد ^{مستط}
 اور علامہ ^{مستط} ابن ابی عبد اللہ الطائی کثر البیان میں کہتے ہیں کہ اختلاف فی حل الفطر اذ اتم بالسمام
 علة ولو ثبت موهضان بشہادۃ الغرض انتہی اور علامہ شامی بھی اتفاق کی تصریح کرتے ہیں طبع کر پہلے تو محل
 اختلاف حالت غیم کہ مصنف نے بوالابصاء کے قول پر مبنی رکھا اور کھلا یہاں محل الخلاف علی ذکر المصنف اور پھر
 ذخیرہ اور خارج سے حالت غیم میں اختلاف نقل کیا جیسا کہ عبارت منقولہ سابقہ سے ظاہر ہو اور اس کے بعد
 لکھا فیم حل فی الاملا ما فی غایۃ البیان علی قول محمد بن الحلال اذ اتم شطل بناء علی تحقیق حل الفطر اذ اتم المصنف
 وقد علمت ^{مستط} وحتیٰ فی ما فی غایۃ البیان فی غیر محل لانتہی ترجمہ ہوا موثق علیہ ^{مستط} اس عبارت میں قول
 وقد علمت ^{مستط} کہ سابق لالت کرتا ہو کہ علامہ شامی کے نزدیک حالت غیم میں اختلاف نہیں ہے اس بیان سے
 واضح ہو کہ شمس الامراء اور قاضی حاجی حالت غیم میں حل فطر باتفاق ائمہ ثلاث نقل کرتے ہیں اور صاحب الفتح
 اور حرانی انفلیح اور علامہ ^{مستط} علی اس اتفاق کو مسلم کہتے ہیں اور محقق بتاتے ہیں اور صاحب کثر البیان اور علامہ
 شامی بھی اتفاق کی تصریح کرتے ہیں بیان یہ ہے کہ یہی مسلم ہو کہ علامہ شامی و حرانی کی شرح میں حالت غیم میں اختلاف
 کو صریح کیا ہے اور کہا ہو کہ وہم حل الفطر والسمام فید کہ جعل فی خلافہ ^{مستط} خلافاً لما عوفیہ انتہی

اس سے یہ بات کرنا چاہیے کہ طحاوی کے نزدیک حالت غیم میں اتفاق مسلم نہیں ہے بلکہ طحاوی
 کی غرض صرف بیان طلب بصف معلوم ہونا ہی نہیں بلکہ غیم میں اتفاق کی قید ایسے نام کی ہو کہ اختلاف
 شیخین میں مدغم ہو بیان کیا ہو اور اختلاف نورانی کے نزدیک حالت غیم میں غرض عیسایہ ہو کہ شیخین اتفاق
 سے ظاہر ہو حاصل طحاوی کے قول کا اختلاف انما هو فیہ مطلق نہیں ہو بلکہ حال ذکر المصنف
 کی قید و سبب ضروری ہے و حاشیہ عراقی اختلاف میں اسکو خلاف نہیں کہنا صحیح ہوگا اقدار اسی کی
 کی شرح سے بھی ثابت ہونا ہی کیونکہ قول مذکور کے بعد جو حالت غیم میں اتفاقاً ملت افطار کی نولاً فیض او
 اعداد القس سے تفسیر کی ہو عبارت ہذا قول ان غللاً لظفر حال اتفاقاً طحاوی امر تضاد فی نور لا یضطر
 و حرراً قلمہ الفتح و نقل عن الخواری ان خلاف یحتمل فیما اذا احدثوا اعلان شوال السامع صحیحہ انہی یہاں
 اس امر کو ثابت کرتی ہو کہ طحاوی کا حتمی اتفاق ہو کہ لا یحتمل علی المتماثل تین جہان کا ہوا جو تین صورت
 مسئلہ میں بالاتفاق ملت انظار بیان کیا تو صاحب برالابصار او قسمستانی کی مخالفت صحیح ہے یہ اتفاق
 باطل نہیں ہو سکتا ہی کیونکہ یہ دونوں صاحب طبقہ سابقہ فقہاء میں شمار کیے جاتے ہیں اور شمس الملامک اور فاضل
 مرتبہ ثالث فقہاء میں معدود ہیں علمائے ائمہ معتد فی المسائل قرار دیا ہی چاہئے رد المختار میں تصحیح و البتہ
 صاحب خیر و کمال حالت غیم میں اختلاف نقل کرنا قابل غور ہو سکتا ہو مگر صاحب خیر نے اختلاف مذکور بیان
 کے بعد جو شمس الملامک کا قول نقل کیا ہو اور کچھ سیکو ترجیح نہیں دی اسوجہ صاحب خیر کے قول سے شمس الملامک
 قول مرجح نہیں ہو سکتا اور اگر یہ کہا جائے صاحب خیر نے حالت غیم میں اختلاف کو مطلق چھوڑ دیا کسی نقل
 کی طرف نسبت نہیں کی جیسا کہ موصی ظاہر ہو یہ عطف کے لئے اساقاں مخلواری انہ اس سے معلوم ہو کہ سبلا
 قول اکثر کا ہو اور اکثر کا قول مستور ناچا خصوصاً نقل میں جہاں جہاں کا ہو مانا جائے صاحب خیر نے
 حالت غیم میں اتفاق کو شمس الملامک کی طرف منسوب کیا اگر اختلاف کو بھی شیخ الاسلام کی طرف منسوب کیا ہو اور کیا
 ذکر شیخ الاسلام فی شرحہ کہ لا یستلزم اتفاقاً لحدیث علی لعل رمضان خلاف الاصح السامع صحیحہ

قبل لفظی شہادۃ الناس بالصوم خلا القوالین لیسوا غم علیہم حلال لیسوا حال بوجہ صیغۃ اوتو
 رحمہم اللہ تکلم بصوت من الغد ان کان یوم الحادی الثمین ولا یفطرون وقال محمد بن یحییٰ و
 قال شمس کاظمہ اللؤلؤی رحمہ اللہ هذا الاختلاف فیما اذا المرید واحلال شوال السماء صحیحۃ فلما اذا کان
 متعجۃ فانہم یفطرون بلا خلاف اتفقوا من ورنہ قول اول کی نسبت اکثر لطیف ثابت منہی اور مجتہد
 صاحب خبر کا پورا قول نقل نہیں کیا اصل کتاب کی عبارت اس طرح ہے صلیح یہ نقل کی گئی تھوڑی
 یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ کسی نقل کو قائل لطیف نسبت نہ کرنے سے نہ تو یہ ثابت ہو سکتا ہے کہ قول اکثر کا ہو
 اور نہ عبارت ذخیرہ میں قال لؤلؤی کا مطلق اس امر کو مقتضی ہے کہ معطوف علیہ قال اکثر نہ ہو
 بلکہ صرف معطوف علیہ کا مقتضی ہو اور وہ اقتضا اس طرح بھی پورا ہو سکتا ہے کہ معطوف علیہ قال اکثر کا کلمہ
 اسوجہ ترجیح ہو کہ رفع ضرورت اسی قدر ہو سکتی ہے اور جب رفع ضرورت اسی قدر ہو گئی تو بضرر نہ کا
 ثبوت بلا ضرورت رہ گیا اب اس کے ثبوت کے لیے دلیل ہونا چاہیے اس قدر پران دو نوں میں
 یہ فرق البتہ نکلا کہ پہلے قول قائل ترجیح ہوا حال ہے اور دوسرے قول کا قائل معلوم ہے کہ ہر شخص مجتہد ہے
 ہر پھر ایسے معلوم حال کے قول پر مجبول حال کے قول کو کونہ ترجیح ہو سکتی ہے اور اگر یہ کہا جائے حسن
 بن یزید امام عظم سے مطلقاً عدم افترا صورت علوم میں روایت کرنے میں چنانچہ ہادیہ میں جو غم اذا قبل
 الامام شہادۃ الواحد وصلحہما ثلثین یوماً لا یفطرون ہمارے وی الحسن بن ابی حنیفۃ لا احتیاط
 ولان لفظ لا یفطر لا یثبت بشہادۃ الواحد وحق محکم انہم یفطرون و یثبت العظماء علی ان ثبوت ثلثین
 بشہادۃ الواحد و انکان لا یثبت بہا ابتداء کا مستحق الامارت بناء علی التثلیث بشہادۃ
 القاطبۃ اتفق اور ایسا ہی لکھیری میں ہے جیسا کہ اوپر گذرا اور جب بن زیاد نے مطلقاً عدم افتار
 روایت کیا تو معلوم ہو گیا کہ حالت نیم اور حالت صبح دونوں میں امام عظم کے نزدیک افتار سبب ہے اور
 حسن بن زیاد کی روایت شمس الامام کے مخالف ہوئی تو امام حسن بن زیاد کی روایت کو ترجیح دینا چاہیے

لیکن محسن بن یحییٰ رحمہ اللہ کا کہنا ہے کہ اگرچہ اس کی چوتھی صدی میں پیدا ہوا ہے مگر اس کا
 شمس المیزان نے شخص نہیں بیان کیا اور اس کا قول بلا ضرورت شدید لا یتجاہل بہ کو دیا گیا اس وجہ سے ضروری
 کہ اصل جہانگیر بن جود و نون مدونی تو نہیں بلکہ یحییٰ بن جود تھا۔ البتہ اگر تطبیق نہ ہو سکے اور سخت مرجح نہ ہو
 ہو جس کا اصل کا قاعدہ ہو اور یہاں تطبیق ظاہر ہو کہ محسن بن زیاد کی روایت کو متفقہ کر دیا گیا اور کیا
 ہمارے کہ عدم انقطاع حالت صحیحہ من مقصود اس توجیہ سے کسی کے قول کا اہمال لازم نہیں آتا اور نیز کہ
 ایک فعل کا اہمال لازم آنیگا اور الامال ادنیٰ من الایمال مثلاً وہ اسکے علاوہ مصطفیٰ بن ابی عبد اللہ سے
 کنز الدبیان میں روایت محسن کو تصحیح حالت صحیحہ سے مفید کیا ہو و ہمارے ہذا فاذا دام العہد بشہادۃ خیر
 ولو رد حلال العطر و السواء صحیحہ کا حجب العطر و الاہل الحسن من الامام و هو قول ابی یوسف
 و مثل عنہ محمد فقال ثبت العطر بکلمہ القاضی لا بقول الواحد فی خایۃ الہدایہ قول محمد
 علیہ السلام اور علامہ طحاوی کا اتفاق کو مسئلہ مذکورہ میں محقق قرار دینا بھی اس امر کو ثابت کرتا ہے کہ اس
 کی روایت مفید ہو چکی ہے جتنا عقل بھی یہی ہو اور بعض علماء کی تصریح سے بھی ثابت ہوا کہ محسن کی روایت
 مطلق نہیں ہو بلکہ حالت صحیحہ سے مفید ہو چکا ہے اور بعض نے روایت کو جو مطلق روایت کیا ہو اس کا
 اطلاق کی اس قدر عایت کی جائے بعض کا یہ کہ کذب لازم ہے اور اس کا قول لا یتجاہل بہ قرار دیا گیا
 اس حاصل بیان سے مثلاً اور نقل اس لائق کے نقل کو ترجیح معلوم ہوتی ہے و اس قدر علم تحقیق نہ کیا
 جب مسئلہ مذکورہ میں اتفاق نہ ملا تحقیق اور راجح ٹھہر تو یہ شبہ بالکل رفع ہو گیا کہ اصل انقطاع
 ابام محمد کا نہ ہو بلکہ اس وقت انقطاع کا قول ہو اور شامی اور طحاوی ابیہم الراقی سے نقل کرتے
 ہیں المقر عندنا لا یقتضی وجہ لا یقول الامام الا عظم ولا یصل حدہا لک
 ابو قول احمد مالک لا یضربونہ کہ مسئلہ المناہضہ عن صحیحہ للشانغبان القوی علیہ السلام
 فتویٰ نہیں ہے عندنا المناہضہ ابام محمد صاحب ہی کے قول پر فتویٰ دینا درست ہو اگر یہ فقہاء

ایک طرف ہوں اور شلخ نے ایک قول پر فتویٰ بھی دیا جو جو سخت امام صاحب کے ساتھ ہو
 بھی ہوں تو بطریق اولیٰ اس کے خلاف پر فتویٰ دینا جائز نہ ہوگا اگر فرض شدہ بر تقدیر ثبوت اتفاق
 نوواردی نہیں ہوتا اور اگر اتفاق ثابت نہ ہو تو بھی حکم علی الاطلاق صحیح نہیں ہو سکتا بہت سا
 ایسے ٹکینے جمیں امام صاحب کے خلاف پر فتویٰ دیا گیا ہو اور وہی اصول بہ اور مختار ہو چنانچہ نظر
 کتب فقہ پر پوشیدہ نہیں ہوا اس واسطے علامہ شامی نے بجز اراغ کے قول مذکور کو کتاب القضاء میں
 رد کیا ہو اور لکھا ہو فی فتاویٰ ابن السبیل لا یعدل عن قول الامام الا اذا صح احد من المذہب
 بان المقوی علی قول غیرہ وہ بذل سقط ما جحد فی البحر من علینا الا بقول الامام وان
 افق المذہب بخلافہ وقد اعترضہ محشیہ خیر الربی بلمعناہ ان المقتضی حقیقۃً ہو بتد
 فکیف یجب علینا الاعتناء بقول الامام وان افق المذہب بخلافہ ونحن انما نختار قوام لا غیر
 (الاقوال) قولہ معتد مذہبہ ای الذی اعتمدہ مشائخ المذہب ووافق قول الامام او خالف
 مکاترناہ انفاً انتہی اور عبارت مذکورہ سے پہلے بھی لکھا ہوا ان الاصل هو ان المذہب فہ المذہب
 من المذہب الذین ہم اصحاب الترجیح لا یلزمہ الاخذ بقول الامام علی الاطلاق بل علیہ النظر
 فللادلیل وترجیح ما رجع عندہ حیلہ ونحن ننتج ما حوجہ واعتمدہ ہمکما لو اختلفوا فی جائزہ
 یہاں سے معلوم ہوا کہ جس قول کو شاخین مذہب ترجیح دین ہم مقدمین کو اس کی اتباع جائزہ اگر
 قول امام کے خلاف ہو اور علت افطار کو صورت سوال میں نتائج کی ترجیح ظاہر ہو جیسا کہ اوپر مذکور ہوا
 البتہ جواب مذکور پر ایک شبہ یہ ہوتا ہو کہ صورت سوال میں افطار کا حکم دینا حکم متون کے خلاف ہو
 چنانچہ قاضی میں ہر بعد صوم ثلثین بقول عدلین حال الخطر بقول عدل لا یشفعہ اور ایسا ہی
 وقایہ راوی میں ہر ان متون میں صورت سوال میں علی الاطلاق عدم افطار کا حکم خواہ حالت غم ہو
 یا نہ ہو بہت متون اور شرح میں بھی حکم ہر جامع السنن میں ہر بعد صوم ثلثین بقول

واحدا ليل الفلك اذا صار كمنه و تقيم السماء في التولين او لا قال محمد ولو تقيم السماء فيها
 حال الفلك المائل في خلاف فيه واما الخلاف فيما اذا تقيمت في نظرها في النجاة انتهى واما ما ذكره
 وغيره من اني مطلقا عن اخطارها حكم و يرجع اليه كقولهم سئلوا عن رجل سئل ان يترك ما في يده من ثوبين
 يرتجى بوجوب لم يرد بشيء من ثوبين كوشن و غير ذلك فقدم من ان تون سكر او نقايا و روقا و اور و برون
 بكلاس مقصود مقصودات متقدمين و ارايا برناخرين بين فاضل بارون بن بهاء الدين في طوة كفي من
 كسبه من اما المختصات التي صنفها خلاق الامنة و كبار الفقهاء الاجل المعرفين بالعلوم الزهد و الفقه
 و الثقة في الرواية كالابن جعفر الطحاوي و ابن الحسن الكرخي و الحاکم المشبه بالمرحى و ابن الحسن قدس
 و من في هذه الطبقة من علمائنا من موضوعه بضبط اقوال حاصلا لذهب جميع فتاواه الزهنية
 في طمحات بمسائل الاصول و خواهر الروايات في صحتها و ثقة من اتوا في العلم ثم ائتمروا كالنصوص
 و انما الثقة على ما في الشرح و ما فيها على الفتاوى و ليس المراد من المتن الاختصاصات لولا من حلقها
 الامنة و الفقهاء الاجل و اما المختصات التي جمعها للتأخر و كذا و القاية الكثر و التقاية غير فان حقا
 و ان كانوا علماء عاصرين فضلا عن كمالين ليس بهذه المثابة من الثقة و الفقه مع خلوك كرامتهم
 و الا سناد و عدم سلامته عن نوع تغير و خلط و تصرف في التعبير انتهى كذا في المنافع الكبير و ذكر
 سئل عن رجل سئل ان يترك ما في يده من ثوبين كوشن و غير ذلك فقدم من ان تون سكر او نقايا و روقا و اور و برون
 شرح و غير ذلك بطلان من ان كذا و قسوا كذا في شرح و دون ذلك من جهة خرج من كذا و بانو من اطلاق
 او اكر من من جهة خرج من كذا و بانو من من كذا في شرح و تون سكر او نقايا و روقا و اور و برون
 من جهة خرج من كذا و بانو من من كذا في شرح و تون سكر او نقايا و روقا و اور و برون
 بتعظيم كل من اتوا به عن عدم تعظيم اصلا ما لو ذكرت مسألة في المتن لم يخرجوا بتعظيمها بل حقا
 بتعظيمها مقابلها فقلنا هذا العلامة قائم بتعظيم الدلالة بتعظيم حجة و ما في المتن من تعظيم التزاي و تعظيم

